

- (۱) نظم - دارالامان کا ہفتہ - تازہ الہامات - صفحہ ۱
- (۲) بے شرع و جہولین کی حقیقت - صفحہ ۲
- (۳) تفسیر القرآن من مسج الزمان - صفحہ ۳ و ۴
- (۴) شریعت اسلام و قانون و ضعیفہ - صفحہ ۵ و ۶
- (۵) ایک نیا معترض - ترجمہ القرآن سلسلہ عالیہ محمدی کی خبریں صفحہ ۷

نقوہ حقیقیہ و ماہیہ فیسیہ

انڈیا ادبی القریہ

درخواست نماز جنازہ

مکرمی محمد علی مولانا بخش صاحب احمدی سیالکوٹی سندھ
ذیل در خاک خیر بھگت نماز جنازہ غائب کی درخواست کرتے
ہیں ہر جگہ کی احمدی جماعت مرحوم کیلئے جنازہ پڑھ دیں۔
اخیر میں شیخ یعقوب علی صاحب سلسلہ احمدیہ کا
اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ میں آگے ایک سخت صدمہ
جانکاء کی اطلاع دیتا ہوں۔ کہ موضع چنڈہ تحصیل نقول
ضلع سیالکوٹی کی احمدی جماعت کا سرتاج سلسلہ احمدیہ کا
علی محمد غریب احمدی بہائون کا باپ سے زیادہ بہتر و
صلح کل شکل و شبابت میں شاندار دل کا حلیم محمدی
غلام حسین خٹک الرشید محمدی امین بخش ذیلیاتوئی
مورخہ ۱۰ جون بوقت ایچے رات بواضت بحر حق میں
سے کوچ کر گئے۔ ۱۰ شوال ۱۳۲۸ ہجری ۲۰۰۸ء کی نماز جنازہ
میں کو چکر لگے۔ ۱۰ شوال ۱۳۲۸ ہجری ۲۰۰۸ء کی نماز جنازہ

Digitized by Khilafat Library

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی
پیشکش قیمت لائے

(۱) عوام سے ص (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر سے
(۴) غیر مذہب الونسو سے (۵) اپنی جماعت کے مستحق دس روپے کی آمدنی دے لوگوں سے عہ

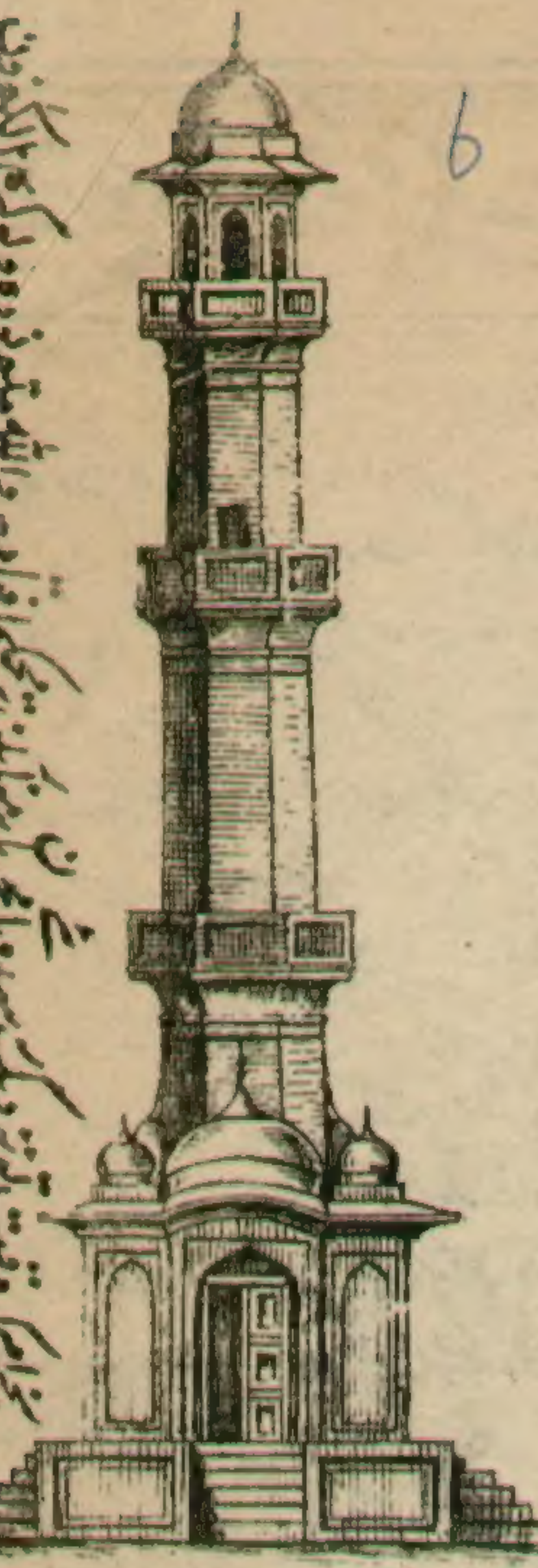
نمبر ۱۲ قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ جون ۱۳۲۸ء مطابق ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۵۸ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم
پیام شوق بجناب سالت ماب حضرت خاتم انبیاء سید الاصفیاء فداء ابی و امی ص
از خاکسار ابویوسف محمد مبارک علی احمدی سیالکوٹی

اے صبا جا کر کہ کھنا میں حبیب پاک سے
کوئی ہی تجھ سے نظر آتا نہیں صاحب جمال
دعویٰ ہمتاں جانان ہو بھلا کسکی مجال
صدورہ فرقت سے ہوں مضطر پریشان قوم سے
پنجون ہوں تیرے دامان محبت سے حبیب
اب مدینہ میں بلاؤ ہند سے جھکوا شتاب
ظالموں کے ہاتھ سے آقا مرے لاچار ہوں
میں میان کس سے کروں کیفیت سوز و گداز
ہے مری حالت سو واقف خالق کون و مکان
ہے مجھے شام تیرے روئے منور کی قسم
تو نے دکھلایا بروزی طور سے اپنا جمال
جسے پہچانا تجھے وہ جگلیا آفات سے
ہے حیات جاودان مربوط تیرے نام سے
مرغ دل ممکن نہیں صید حوادث ہو کبھی
چاک ہے فرقت سے دل چاک گر بیان کی طرح
ہیں مبارک وہ۔ ہوئے جو تیرے مظہر کے غلام
سے غلامی بہتر اور کو دولت و اہلاک سے

دارالامان کا ہفتہ
۱۔ اعلیٰ حضرت حجتہ اللہ
مسج موعود علیہ الصلوٰۃ
والسلام کی طبیعت احمدیہ نہایت اچھی ہے حضرت ام المؤمنین
کی طبیعت بھی روحیت ہے۔ بزرگان ملت خدا کے فضل و
کرم سے اچھے ہیں ۱۵ جون ۱۳۲۸ء کو حضرت حکیم الامت کی
طبیعت ناساز ہوئی اسہال آئے جسکی وجہ سے ضعف ہو گیا
بعد ازاں مجھے عیادت کیلئے جانیکا موقع ملا۔ فرمایا
میں موت سے ہرگز نہیں گھبراتا۔ ایک لطیف مضمون شہرہ
کیا تھا۔ جب ضعف نہ پایا ہوتا تو مجھے خیال آیا کہ یہ مضمون
ناتمام رہا۔ میں کل پڑھا ہوتا تھا کہ حکیم ضعف کا غلبہ ہو گیا اور
نفس نکلی۔ درود وہ ایسا لطیف موقع اور مضمون تھا کہ
میں بہت کچھ اس پر بیان کرنا چاہتا تھا فرمایا ہے ایک
دست میں تکلیف کی حالت کو دیکھ کر لکھی ہے عربی میں
ہے جی چاہتا ہے کہ اسے شائع کر دو۔ ترجمہ کر دیا جاوے۔
فرمایا میرے دل کو بڑا اطمینان رہتا ہے قرآن شریف میری
غذا ہے میں نے اپنی والدہ ماجدہ سے جنہوں نے ۸۵ برس کی
عمر تک قرآن شریف پڑھایا اور جو محب قرآن تھیں پڑھتی تھیں
وہ صاحب کی ایک بڑی زبردست آرزو تھی وہ چاہتے تھے کہ
درجہ کاتاری ملے کہ اس سے مجھے قرآن پڑھائیں۔ اور یوں تو
میں انکی زندگی میں ہی قرآن شریف پڑھتا تھا اور حدیث کا درس
دیتا وہ خود میرے درس قرآن کو سنتے تھے۔
یہ چند باتیں ہیں جو حضرت حکیم الامت نے اس وقت کین نظریں

اندازہ کر سکتے ہیں کہ کیسا نفس مطمئنہ ہے بیماری کی شکایت
تکلیف اور کسی قسم کی گھبراہٹ یا اضطراب قطعا ظاہر نہیں کیا
اگر کوئی بات کی ہے تو وہ جواب کے قرآن کریم کے ساتھ خاص
محبت اور الفت کو ظاہر کرتی ہے۔
ایک اور بات مجھے دیکھنے کا موقع ملا۔ دوای گمانیکہ شہرہ پانی
کی ضرورت تھی۔ ایک خادم نے صحن میں جا کر گھر میں کہا کہ
مولوی صاحب نے دو کھانی ہے جلد پانی دو خواہاں جلد
مت کہو۔ اللہ! اللہ کیسے اعلیٰ درجے کے اخلاق ہیں۔
بھی فرمایا دوای خدا نہیں۔ میں اسلئے کہتا ہوں کہ سندھ
ہے بہر حال آگے اسہال کی وجہ سے ضعف کی شکایت تھی۔
طبیعت الحمد للہ رو بہ صحت ہے۔
۲۔ میرے مکرّم خدمت دارالکلیف رشید الدین صاحب
اگر سے سید محمد شاہ صاحب ماجھی داڑھی سے حاجی
شہزادہ عبد المجید صاحب ماجھی ماسٹر عبدالرزاق صاحب شہ
طیشین ماسٹر لودمانہ سو اور ہوشیار پور اور بعض دیگر مقامات
سے اکثر اہل شرف و دیانت کیلئے حاضر ہوئے۔
۳۔ صحتی حالت بدستور ہے۔ گرو باد کے طوفان آڑ میں
۱۳ جون کی شب کو باغ میں موضع قبل کے چور پڑے جن میں
سے ایک کھڑا گیا۔
۱۴ جون کو قبل ظہر گیا کہ دو تین
دن ہوئی الہام ہوا تھا۔ مضر صحت
۱۵ جون ۱۳۲۸ء آج صبح کی وقت میں رو میں باغ میں



بزم کرم وقت تو تریک سید و پادشاہ محمدی برپا ہند و ترک کرم افادہ۔ واللہ متعذروہ و دو کرمی اکبرین

یہ وہ سہرہ سہوہ ہو یا چپاں سے برابر نیست گھسٹ گھوٹا ہے یا کڑھ ہے
ہر جہد میں اسکی خوشنودا دعوہ دہیں کیلواں سا انگشتکے طاعت پاس سوزناؤ انکار
اچھوچھو کہوں اور اگر کیوں اور عہدہ داروں کے ہیں حقے شائع کر سکھارے ایک
کتاب کا نام درگاہ ہے منید جو نکاح اس سے دوا دیا گیا کہ ثبوت تو کا طرف کھوس
سے اسوہ کھیر کہ قین ہزار پر نو نو کی لوگوں نے شہ میں اسحق پر کر دہہ غصیل
کی فراشیات ابھی میں یہ بھی لاکر کر فرما دے کہ یہ کہ خیر کہ یہ خیر کہ یہ
عطیہ پر اور ہنسی کی احوالات سے اسامت عام کئی ہے آجکے کا کئی مرئی یہاں
نست دس ہیں بار خیر نہ ہوا اور ہر طرف میں جو غیثت ہوا ہے اتنی اور
دار میں اگر کسی ہر سے فائدہ کیا ہے تو اسی سوزنے در زریہ فریب تمام کو کٹر
اور ادا ہوا عام بر بھق ہو گئے ہیں کر زوال کا سورے قح کے اندکوں
علاج نہیں حال دہرہ دہندہ سن غبار پانی مانا۔ بربال۔ فاش
سوتیا ہندو سہی تاشہ دھو کر چند ہی روز کے استعمال سے جوتے کھو گئے
اور دھبے لگے پڑا ہے عام گرم پانکے استعمال سے ہیک کی حاجت نہیں پڑی
اور حالت مرض میں لگی گئے تو از اور نہ کہئے آکسیر ہے ایک دار سہر سال
بھر سے زامک کافنی ہے پر حصہ ملک میں کھینچا کی ضرورت ہے نہ بھول
دوا اور شوں اور ڈاکٹروں کو اس طرف توجہ ہونا چاہئے۔ تو ادا کہیں
درخواست آئے پر اور انکے مانگئے۔ در یافتہ ادب اسوہ کے جوالی
کار کی گھٹ کا نا طور دی ہے فریاشات دیو ہے ایک سٹکے میں
بھائی جاسن کا امینان ہو گا۔ محمول رفیعہ و سر فریدار
بہا ظ فائدہ عام قیمت سوزہ نالی فیتہ لکھیر اسرہاہ بھری تو لہ

دیکھی کہارت کو تلف نہ کیے کہ یہ اعلیٰ ہے خاص طور پر سوچا یہی اودھنہ
 مختلف لوضیع مختلف رنگ کی تیار کیا یہی انتظام کیا ہے جو سب سے راست کو اسے
 بہا بہا سے مدد دے مختلف ہے اور خوش رہی میں لیاں سے پاکہ دست کا دکھان
 نے یہ حال دکھائی ہے کہ بالکل پیشہ معلوم ہوتے ہیں اور باہماری میں تو یہی
 کی کوئی حقیقت نہیں ہے کہ اگر تہہ نہ کار کا ملاحظہ کیجئے۔
 قیمت فی تہان شکر اول قیمت فی شان فہم دوم
 طول گہراں ہارہ عرض ہارہ عرض ہارہ عرض ہارہ
 چھڑکا رکھتا ہے تو دلیل زور بنام نہ جو کار نہ سر نہ کار کوری ضعیف کھنڈو ہو گیا
 المسہر محمد عجا از علی کل خانہ مسہر نور کا کوئی

علی درجہ کا مقوی و مصف سار سا پر ملا یعنی عجیب و غریب چار جوہر ملے ہوئے جنکی مصفیات خون اور قویات بدن کا مجموعہ ہر ایک جسم میں جوہر کے چاروں شیشی کی دوائیں مگر وہ جوہر
 دن کو نہایت صاف گوشت نام ہندی اور خونی یا رگہ جوہر سے دفع کرتی اور سر سے پیرت ہر طرح کی طاعت بخشی میں چار سو چار دواؤں کا مست اور جوہر شیشی مذکورہ چار شیشیوں میں ۳۲ عدد ہر ایک جوہر ۳۲
 کے اور بڑے سکہ تمام کر کے صحیح و سالم اور حبت دیا جائے شیشی نمبر ۱ جوہر مشبہ و فیض شیشی نمبر ۲ جوہر مزاجیہ و غیرہ شیشی نمبر ۳ جوہر شائہ و غیرہ شیشی نمبر ۴ جوہر جوہر حبیبی و غیرہ چار جوہر اپنے استعمال
 در اسباب سے محفوظ رکھتا ہے۔ آتشک۔ سوزاک۔ بگھٹتہ۔ غارشت۔ دواؤں کو۔ بھوڑا۔ بھنسی۔ سفید داغ۔ جذام۔ کوڑھ۔ ناسور۔ بالا۔ بواسیر۔ فواسیر۔ گنچ۔ سوکھنڈی و غیرہ کوفسادات کو بہت کھینچو
 شیشی نمبر ۱ میں کس میں مفصل کے ساتھ کئی کافذ طریق استعمال کو خریدار کو دیکھائی میں قیمت فی کس ۱۰ روپیہ پیکٹیک معلوم کیا گیا ہے کہ اس کیسے حیات یعنی نمک نباتات۔ مستعد و جڑی بوٹی
 سے است اور جوہر جو کئی دوی اور پیرت کرکے بڑی محنت اور جانفشانی سے یہ نمک تیار کیا گیا ہے۔ اور درجہ کا مقوی عمدہ ہضم غذا دوا دفع فیض و ریاح دگی ہو کہ پیدا کر نیوالا اور خون صالح پیدا کر کے از سر نو طاقت
 حال اور بخار یا درم جگر بہت جلد دفع کر کے صحت و تندرستی کا ہمیشہ قائم رکھنے والا مرد اور عورت و لونہیں تو اول اور تناسل کا وہ پیدا کر نیوالا۔ بے اولادوں اور بانجامہ عورتوں کو ایک پوری بوتل اس نمک کی استعمال
 کے قیمت شیشی ۶ روپہ ایک روپیہ محصول ایک و پیکٹیک عہد ۱۱ روپیہ ۱۱ آدمیوں نے کال فائدہ حاصل کیا ہے آپ بھی تجربہ کیجئے اور فائدہ اٹھائیجئے۔ اسے معمولی نمک نہ سمجھئے نہ کمال امراض ذیل میں جتنی فائدہ بخشا ہے
 دفع ہوا کی اشتہا یعنی ہو کہ کھانا معلوم ہونا۔ طحال میں تپ علی ضعف عمدہ یعنی غذا کا بخوبی ہضم ہونا اور بار بار پانچا نہ ہونا۔ وبائی امراض مثل ضیق و تپ و سحرش اسباب۔ درگدرد۔ در توخنج۔ در کھرج و صغ
 ضعف ملخ ضعف بصارت۔ کئی باہ یعنی نامردی جویان یعنی دلت تپ کرکے سنا۔ سوداوی امراض مثل لکے سوزاک۔ اور جلدی امراض مثل غارشت و دواؤں سفید داغ اور عورتوں کے خون اشتہا ہوا
 پے بچوں کے دانت پکھنے کی حالت میں نہایت ہی مفید و دل و در داغ کو قوت اور فرحت بخشا ہے طبیعت کو خوش اور نشاط رکھتا ہے۔ فکر اور تردد کو دفع کرتا ہے فاعل عمدہ اور جگر کی تمام خواہوں کو دور کرکے کمالی
 ہضم اور داغوں کے زمانہ میں اسکا استعمال کیسے کام دیتا ہے۔ اگر احتیاط اور التزام کیا ساتھ ایک پوری اس نمک کی استعمال کیا جائے تو قریب دھالی سیر کرنا زہ اور نیا خون اور گوشت عمدہ پیدا ہو سکتا ہے
 یقیناً پیدا ہوگی۔ یہ امر مسلم ہے کہ اکثر بیماریاں عمدہ کی خرابی کے سبب پیدا ہوتی ہیں اسلئے اسکا نام اس کیسے حیات رکھا گیا ہے کیونکہ پوری ایک بوتل کے استعمال کر کے عمدہ میں ابتداء جگر کی قوت ہضم
 ری اور داغی ہو فوراً دفع ہو کر انسان موٹا اور تازہ ہو جاتا ہے اور ایک نیازگ دروب پیدا ہوتا ہے گویا دوسرے دواؤں کا دیکھ کر کہتا ہے طاقت پیدا کر نیکی عمدہ دوا یعنی معجون تقویت۔ یہ دوا
 پیدا کر کے انسان کو ہمیشہ تندرست رکھتی ہے اور دل و در داغ اور گردہ یعنی عضلے رئیس کی تقویت کیلئے اس کیسے ہر فسادات نزہ و زکام کو قطعاً بند کر کے دل و در داغ میں اولدہ جگر کی طاقت پیدا کرتی ہے
 جو وسیع اتنا تیرے قیمت فی کس جس ۳۰ روپہ کے دار ہتی ہے۔ پانچ روپیہ پیکٹیک محصول ایک ۱۱ روپیہ ۱۱ آدمیوں کی اس کیسے حیات یعنی سرسبز و زری۔ جلی میرا اور ایکسوفید و مقوی بعد از دیات و محلول جو ہر سنگ یہ سہر تیار کیا گیا
 اور تمام بھکیات بالکل دفع ہو جاتی ہیں قیمت فی کس ۱۰ روپیہ پیکٹیک محصول ایک ۱۱ روپیہ ۱۱ آدمیوں کی اس کیسے حیات یعنی سرسبز و زری۔ جلی میرا اور ایکسوفید و مقوی بعد از دیات و محلول جو ہر سنگ یہ سہر تیار کیا گیا
 در دوا تو کئی صفائی اور مضبوطی کیلئے علی درجہ کا مقوی دندان و خوشبو دار ترچن۔ دانت اور آنکھ نہایت لڑے زندگی کا دوا ہے اگر انہیں کوئی خرابی آئی تو پیر زندگی کا لطف نہیں سیکھتے ہر شخص پر
 ری و لازمی ہے اس نمک کو اب چند روز سے پیرائے دانتوں کی صفائی اور مضبوطی کو دیکھئے۔ کیسا ہی درد ہو فوراً دفع ہو جائیگا اور تمام دانت مقل کیلئے مقلے گئیے۔ دانتوں کو کوزے میں در سوڑ کر کے درم اور در
 ن کے ننانوے کو دفع کیلئے پیرائے کس قیمت فی کس ۱۰ روپیہ پیکٹیک محصول ایک ۱۱ روپیہ ۱۱ آدمیوں کی اس کیسے حیات یعنی سرسبز و زری۔ جلی میرا اور ایکسوفید و مقوی بعد از دیات و محلول جو ہر سنگ یہ سہر تیار کیا گیا
 کیلئے مریم اور غیر مخصوص عورتوں کے لئے ہر مرض کی دوائیں اس دواخانہ میں موجود ہیں جن کا تجربہ عرصہ دراز سے تمام ہندوستان میں نہایت کامیابی کیساتھ ہو رہا ہے وہ پیکٹیک ایک الی نمک ہر ایک روپیہ
 کیلئے جس میں کل دواؤں کی تفصیل حالات اور طریق استعمال سرنگٹ وغیرہ کے درج میں آپ اپنا نام اور پیر نام داکٹر خوب صاف لکھئے اور اگر ریلوے سٹیشن قریب ہو تو اسکو بھی لکھئے۔ ہمارا پیر ہے۔ ہ
 جمینی اس کیسے حیات میں کمال حال مقیم گنج شہر بنارس۔ نوٹ۔ ہر مند رجا بالا دواؤں کے فروخت کے لئے ہندوستان میں ہر جگہ بھینٹوں کی ضرورت ہے جو صاحب چاہیں

ایک نظر ادھر بھی

مکونہ نوبت کا درجہ پرعت بلا حصول بیسیا
جانی دشمن ہے جسکے صرف چند روز کے استعمال سے جلا رہو اور دہندہ اثواب خیمہ پر بال آکھوئے اپنی بیہوش
نفل لہار وغیرہ کو فوراً دفع کرتے۔ آزمائش خود کیجئے بعد قلب کرنا قیمت فی ذلہ در سنوں دندان جسکے استعمال
سے ڈاڑھ خواہ سورتے کا کیسا ہی مبتاب کردہ درد ہو یا دورہ ہو۔ یا مسوڑہ ورم کر گیا ہو۔ یا دانوں ک خون جاری ہو۔
فوراً دفع کرتے اور جملہ امراض دفع ہو کر دانت مثل موتی کے کھل آتے ہیں قیمت فی کس ہر
پوڈر بال الصفا۔ یہ پوڈر دیگر پوڈروں کی طرح تو جلد کو زراب کرتا ہے اور نہ ملن کرتا ہے بلکہ جائے استعمال
نبات نرم اور جھا پڑتی ہے۔ اور تین منٹ میں فارغ کر دینا اسکا کام ہے قیمت ڈیڑھ خود ۲۰ ڈیڑھ کلاں ہر
المشتھر حکیم سرافراد حسین و حکیم محمد حسین بالکان کارخانہ احمدیہ طبیب گڈھو ضلع دہلی

یہ کارخانہ عطر و تیل کا عرصہ دراز سے جاری ہے مفصل
فہرست طلب کرئیے روانہ ہوگی۔
ہمارے تیل ہمارے کارخانہ سے ایجاد ہوا ہے بالکل
سفید ہونے والا ہے۔ نذر انگلیوں و دوسرے چیزوں
اکسیر بنانے کی شیشی مد محمولہ ایک بندہ فرمادو۔

نور احمد میر سرفراز دیاں میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالک کے اہتمام سے چھپکے شائع ہوا۔

بے شرع وجودیوں کی حقیقت

موضع بیمار پور کے قریب - قصبہ گوگی میں وجودیوں کی ایک ٹولی ہے۔ اتفاقاً قصبہ مذکور میں ہمارے ایک احمدی بھائی - سہیلی محمد خواجہ صاحب کا جانا ہوا وہ وجودیوں کو جمع کی مجلس میں شریک ہوئے۔ ۱۲ بجے رات تک عزلیات چڑھی گئیں۔ احمدی بھائی نے انکی مجلس کی کیفیت خاکسار کے روبرو یوں بیان کی کہ اس مجلس میں دلگو ایک سرور اور مزاحم حاصل ہوا۔ اور کل اس مجلس کو حید کے سرور میں سست پایا ان کی توحید نسبت اچھی معلوم ہوتی ہے مگر انکو نماز روزہ سے محبت نہیں ہے وہ کہتے ہیں جب تک انسان کو حضور غالب حاصل نہ ہو نری ٹکریں مارنے اور بھوکے مرنے سے فائدہ ہی کیا ہے۔ چنانچہ اس مجلس میں ایک نفل یہ بھی پڑی گئی جسکے دو شعر اسوقت بھیجے یاد ہیں وہ یہ ہیں -

اگر بے شوق مٹے کا سمجھ کے رمز پاتا جا
جلادے خود نمائی کو بہرہ کا رنگ لاتا جا

نہ جاسجد نہ جاکعبہ نہ رکھہ روزہ نہ بھوکا
وضو کے توڑ کوڑہ کو شرب شوق پیتا جا
اور انجی تامل میں کلاصلوہ اکلا بھو و قلب
سنائے ہیں اور اکثر مضامین کتاب کیسی سعادت
کے پیش کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ

فائدہ یہ ہے کہ ان کے جواب میں کہا کہ وہ لوگ توحید سے بہت دور ہیں مگر خداوند کریم کی اذن کے دل میں قدر ہیں ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اذن کو کاس محبت حاصل نہیں شرع شریف کے احکام کو ایک کھل سمجھتے ہیں تقویٰ اور عین نام کو نہیں بتاتا۔ غیر اللہ وغیرہ کہاتے ہیں بلکہ بعض مسکرات بھی جائز رکھتے ہیں تو احمدی بھائی نے کہا کہ وہ کہتے ہیں غیر اللہ ہے کہاں - جب تک انسان غیر کا اور خودی کا پردہ نہ اٹھائے مزار نماز پڑھا تو کیا ہوا۔ اسکو خدا کا دیدار حاصل نہیں ہوتا وہ بیان بھی انداز ہے اور وہ ان بھی انداز سے گا ایک ساعت کی فکر مزار بریں کی عبادت سے بڑھ کر ہے۔ ہر لوگ دل کے ساتھ باطنی نماز پڑھتے ہیں۔

ظاہر کی خوب نہیں فرز انگی

خوب ہے اس راہ کی دیوانگی

اور قرآن شریف کی کئی ایک آیت بھی پڑھ کر سنائی اور مجھے بھی اپنے مرشد سے بیعت کرنے کی ترغیب دی میں سمجھتا ہوں انکی مجلس میں میرے دل کو ایک مزایا اسلئے انکا طریقہ بھی مجھے ٹھیک معلوم ہوتا ہے خاکسار نے کہا پہلے انسان کو اللہ کا ولی ہونیکے

لئے کامل رشد کی تلاش چاہئے۔ کامل رشد کی علامت یہ ہے کہ وہ خدا سے مکالمات کا دروازہ کھولے اور اکثر دعائیں ادا کی قبول ہوں۔ مکالمات کا دروازہ کھولنے کی یہ نشانی ہے کہ اوکی پیشگوئیاں پوری ہوں کیونکہ علم غیب سوائے خداوند تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا ان وہ اپنے ولی کو مانگنے پر یا کسی بے مانگے اپنے فضل و کرم سے کچھ بتا دیتا ہے وہ باتیں اوں کی پوری ہوتی ہیں یوں تو خوش آواز سے قرآن شریف کی آیتیں فونو گراف میں بہرے سے ہی دلوں ایک سرور آتا ہے کیا اس سے وہ باجائز فونو گراف صوفی بن جائیگا۔ اب یہ علامتیں کامل طور سے حضور اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوائے ہوتے رہتے زمین پر کسی میں پائی نہیں جاتی اگر بے تو کسی کو پیش کر کے میدان میں لائیں اوں کو بڑھ کر اب کوئی کامل رشد والہ کا ولی نہیں ہے اوں احمدی بھائی نے اس میری تقریر کو سن کر کہا کہ میں نے اس سے یہ باتیں کہی کہ ہمارے پیش امام صاحب نے (یعنی میرے خاکسار) اپنی قبولیت دعا وغیرہ دی وہ جو کچھ باتیں کہتے ہیں دس میں سے آٹھ ضرور پوری ہوتی ہیں کیا یہ بات نمکوبی حاصل ہے تو ایک نے کہا یہ اوں کی کرات ہے یا استدراج غرض اس تقریر کے بعد میری کو خاکسار نے دعا کی کہ خداوند اوں کو لوگوں کا حشر کیا ہو گا اوں کا طریقہ صحیح ہے یا کیا اس عاجز پر کھول دے۔ رات کو قبل از تہجد خاکسار کو کشف میں یہ دکھایا گیا کہ ایک جماعت ہندو کی صورت و لباس میں کوئی قوم کا بیڈر ہے کوئی حجام ہے کوئی دہوی ہے وہ تمام کیا کیا کہانے کے لئے ایک مجلس میں بیٹھے ہیں عمدہ بریاتی گوشت و مصالحہ وغیرہ ڈالے ہوئے اوں کے سامنے برتنوں میں رکھے گئے ہیں وہ اوں برتنوں میں سے ٹھٹھل ٹھٹھل کے لٹیان نکال کر انکا گودا کھاتے ہیں اور ٹھٹھل کو پیسکیتے ہیں اور اوں مصالحہ دار کھانے کی بھی کچھ قدر نہیں کرتے۔ اتنے میں پیدا ہی ہوئی تو خاکسار کو یہ خیال ہوا غالباً اوں کا طریقہ بھی ٹھیک معلوم ہوتا ہو یہ اصل و مذاک چکر کو یعنی مغز کو کھاتے ہیں اور اوجہوں نے جو عمدہ کھانے کی قدر نہیں کی وہ شرع شریف کی قدر کرنے کی تعبیر لیگی میں نے یہ کشف ایک دوسرے احمدی بھائی سے محمد مرست صاحب مدرس کے سامنے بیان کیا انکو بھی کچھ تصوف کا خیال تھا اور انہوں نے کہا کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اوں میں بھی کچھ خوبی ہے وہ اصل مغز کو کھاتے ہوئے ہیں اسلئے وہ اپنی تائید میں یہ شعر بھی سنایا کرتے ہیں -

ما قرآن مغز را برداشت
استخوان پیش لگان انداختم

گودہ شرع شریف کے پابند نہیں ہوتے وہ سب شرع کے احکام کو پست سمجھتے ہیں مغز لینے کے

بعد بیعت کی حاجت کیا ہے اتنی باتیں ہونیکے بعد خاکسار مسجد میں مبر کو تکبیر دیکھ کر بیٹھا ہوا تادم صاحب اخبار البدر دیکھ رہے تھے خاکسار کو وہ اتنی وقت ایسے وجودیوں کی نسبت تھوڑی سی خودی کی حالت میں یہ الہام ہوا کہ (رانڈ بازی کرتے ہیں) ابی وہ مدرس صاحب اخبار کا ایک کالم بھی پورا نہیں لکھے ہوئے تھے اذن سے کہہ دیا دیکھو ابی اوں وجودیوں کی نسبت یہ الہام ہوا کہ (وہ رانڈ بازی کرتے ہیں) یعنی اوں کی توحید اور ہماری توحید میں یہی فرق کہ ہمارا تعلق خداوند کریم سے جائز طور پر ہے اور اوں کا تعلق ناجائز طور پر یعنی جیسے عورت و مرد کے جوڑے کا آپس میں تعلق ہوتا ہے دوسری ہی خداوند کریم سے بندہ کا تعلق ہے ہم لوگ تعلق پیدا کرنے کے لئے کیا کرتے ہیں۔ عقد خوانی کی مجلس قائم کر کے طرفین سے ایجاب و قبول کر دیتے ہیں مہر کی تعداد و گواہ بھی مقرر کر کے عورت سے مزا حاصل کرتے ہیں مگر وہ لوگ اس کے خلاف یہ کہتے ہیں کہ سارا تعلق دل سے ہے ظاہر اکھنہ اور کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے وہ عورت ہی ہم سے راضی ہوگئی اور ہم بھی دل کے ساتھ اوس سے راضی ہوئے یہاں ایجاب و قبول ہے۔ اور آواز و بازو والے طریقہ کو معلوم ہی ہے کہ ہم اوس عورت کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں گویا یہ بجائے گواہ کے ہیں ہم جو اسکو چڑی دیتے ہیں وہ بجائے مہر کے ہے یہاں دوسری باتوں کی جو ظاہر انکاح کے وقت کئے جاتے ہیں وہ سب لوگوں کو دکھانے کے ہیں اور کسی ضرورت ہی کیا ہے انکاح میں تین فرض جو تھے وہ تو ہم سے ادا ہوئے نہ بانی نہیں بلکہ دل سے راضی و رضامندی کیساتھ بہلاؤں کے اس کہنے سے یہ دونوں تعلقات پیدا کر دیوئے یعنی رانڈ بازی و نکاح کرنے والے برابر ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں ہو سکتے اس خاکسار کے الہام میں کئی ایک نکات ہیں وہ یہ ہیں کہ جو لوگ ظاہر بموجب احکام شرع شریف نکاح کے ساتھ تعلق پیدا کرتے ہیں وہ آتشک و سوزاک وغیرہ مہلک بیماریوں سے محفوظ رہتے ہیں جو لوگ خلاف اسکے فقط عشق بازی سے تعلق پیدا کرتے ہیں وہ ان بیماریوں میں مبتلا ہوتے ہیں ایسا ہی اوکو بھی ایک طرح کے دوزخ کی آگ کی جلن پہنکتی پڑنے لگی نیز جو تعلق عورت و مرد کا نکاح سے ہوتا ہے وہ ہمیشہ کے لئے ہوتا ہے اور جو تعلق خلاف شرع ہوتا ہے وہ تھوڑے دنوں کے لئے۔ ایسا ہی جو لوگ شرع شریف کے تابع ہوتے ہیں اوں کا تعلق اللہ اور اوس کے رسول حبیب کرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہر ایک حرکت و سکون کی وقت ہمیشہ و ہر وقت رہتا ہے چونکہ وہ اپنے ہر ایک کام کے پہلے

پہر دیکھ لیتے ہیں کہ وہ خدا کی رضامندی کے لئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے موافق یہ ہے یا نہیں۔ اور اوس تعلق کی کوئی راہ ہے ان بے شرع وجودیوں کا تعلق خداوند کریم سے فقط راگ و رنگ کے وقت ہی رہتا ہے باقی اوقات ان کے نفس پرستی میں گذرتے ہیں نیز اللہ اور بندہ کی دوستی کے تھاپ سے ایک تیسرا نور پیدا ہوتا ہے وہ روح القدس ہے جس کو جو سے الہام کا دروازہ کھتا ہے وہ نور گویا بطور این کے ہے مگر ناجائز طور سے جو تعلق ہوتا ہے اکثر اوں کی اولاد سے محروم رہتے ہیں اگر ایک آدمی خدایا ہی آجائے تو حمل ساقط کی طرح وہ بھی ساقط الاقبا ہوتا ہے اگر ایک آدمی اولاد ہی ہو جائے تو کیا وہ تقی نکاحی اولاد کا مقابلہ کر سکتی ہے؟ ہرگز نہیں نیز عورت و مرد میں شرع شریف کی رستہ سے جو تعلق پیدا ہوتا ہے اوں کے آپس کے برتاؤ میں ایک دوسرے کی عزت و برتری ظاہر ہوتی ہے بخلاف اسکے ناجائز تعلق کا جو برتاؤ ہوتا ہے وہ تھوڑے دنوں کے بعد غری کا سبب ہوا کرتا ہے سوچو اور سوچتے جاؤ ہر دو کشف والہام مذکورہ میں بہت سارے نکات اور یہی باتہ آئیکے۔ یہ تمام تقریریں اس خاکسار کی شکر بعض احمدی بھائیوں کے دلوں میں جو کچھ ایم نام باطلان وجودیوں کی نسبت تھے اوں سہوں نے اوس سے توبہ کر لی یہ اللہ جل جلالہ و علم نوال کا فضل و کرم اور مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی کا طیف جو خداوند کریم نے اس مسئلہ کی اصل حقیقت کو بتا دیا۔ الحمد للہ

خاکسار عبد اللہ ابن امام الدین حاجی سوداگر
تیلا پور ضلع ننکسار

ضروری درخواست

برادران منشی محمد یوسف صاحب جو اچھے فطری صابن تعلقان ماسٹیل سٹنٹ کلاس کا آخری امتحان ۲۱ جون ۱۹۵۷ء کو شروع ہے لہذا جملہ ناظرین اجازت الحکم و قوم احمدی کی خدمت میں مودبانہ گزارش ہے کہ ہر دو برادران کی کامیابی کے لئے درگاہ ایزد متعال میں دعا فرمائی جاوے۔

والسلام

عریضہ نیاز خاکسار حسن علی

متعلم ماسٹیل سٹنٹ کلاس احاطہ چائنل

متصل میڈیکل کالج کلاہور

۵ - جون ۱۹۵۷ء

تفسیر القرآن من مسیح الزبان

گذشتہ شامت سے آگے

اور قرآن شریف اور احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ یہود ہو جانا ہی ان کے نصیب میں ہے تو اس صورت میں خدا کے فضل کا خود یہ مقتضاً ہونا چاہئے تھا کہ جیسے گذشتہ نصاریٰ سے انہوں نے بری چیزیں لین اس طرح وہ نیک چیز کے بھی وارث ہوں اسی لئے خدا نے سورہ فاتحہ میں آیت اھدنا الصراط المستقیم میں اشارت دی کہ اس امت کے بعض افراد انبیاء گذشتہ کی امت میں پراپٹینگے نہ یہ کہ سرے یہودی بنیں یا عیسائی بنیں اور ان قوموں کی بدی تو بے یلین مگر یہی دے سکین اسی کی طرف سورہ تحریم میں بھی اشارہ کیا ہے کہ بعض افراد امت کی نسبت فرمایا ہے کہ وہ مریم صدیقہ سے مشابہت رکھیں گے جس نے پارسائی اختیار کی تب اس کے دم میں مینی کی روح ہو گئی تھی اور جیسے اس سے پیدا ہوا اس آیت میں اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ اس امت میں ایک شخص ہو گا کہ مریم کا مرتبہ ہو سکے گا پھر اس میں جیسے کی روح ہو گئی جاوے گی تب مریم میں سے جیسے نکل آئے گا یعنی وہ مریم صفت سے عیسوی صفات کی طرف منتقل ہو جائیگا گویا مریم ہونے کی صفت نے عیسوی ہونے کا پھر دیا اور اس طرح پردہ ابن مریم کھلا گیا کہ جیسا کہ بلا ہین احمدیہ میں اول میزان مریم کہا گیا اور اسی کی طرف اشارہ ہے الہام صفحہ ۲۴۱ میں اور وہ یہ ہے کہ آتی لکھ دیا ہے اسے مریم تو نے نعت کہاں سے پائی اور اسی کی طرف اشارہ ہے صفحہ ۲۴۲ میں یعنی اس الہام میں کہ ہن الیٹ بجنہ الخلة یعنی اسے مریم کھنور کے تہ کو ہلا - اور پھر اس کے بعد صفحہ ۲۴۷ پر ہین احمدیہ میں یہ الہام ہے یا مریم اسکن أنت و ذر و جلت الخلة لخت فیک من لدنی روح الصدق یعنی اے مریم تو ج اپنے دوستوں کے بہشت میں داخل ہوئے تجھ میں اپنے پاس سے صدق کی روح ہو گئی - خدا نے اس آیت میں میرا نام روح الصدق رکھا ہے اس آیت کے مقابل پر ہے کہ تختہ اقیہ من روحنا - پس آگے گویا استعارہ کے رنگ میں مریم کے پیٹ میں عیسیٰ کی روح جا پڑی جس کا نام روح الصدق ہے پھر سب کے آخر صفحہ ۵۵۲ پر ہین احمدیہ میں وہ عیسوی مریم کے پیٹ میں تھا اسکے پیدا ہونے کے بارہ میں یہ الہام ہوا - یا عیسیٰ ائی متوفیک و افعلی ائی و جاکل الذین اتبعولہ فوق الذین کفرہا ائی یوم القیمہ -

اس جگہ میرا نام ہے رکھا گیا اور اس الہام نے ظاہر کیا کہ وہ عیسے پیدا ہو گیا جس کے روح کا لفظ صفحہ ۲۴۷ میں ظاہر کیا گیا تھا - پس اس لحاظ میں جیسے بن مریم کہا گیا کیونکہ میری عیسوی حیثیت مریم حیثیت سے خدا کے نفع سے پیدا ہوئی دیکھو صفحہ ۲۴۷ اور صفحہ ۵۵۲ پر ہین احمدیہ - اور اسی واقعہ کو سورہ تحریم میں بطور مشکوئی کمال تصریح سے بیان کیا گیا ہے کہ عیسے ابن مریم اس امت میں اس طرح پیدا ہو گا کہ پہلے کوئی فرد اس امت کا مریم بنایا جائیگا اور پھر بعد اسکے اس مریم میں عیسے کی روح ہو گئی دی جائے گی - پس وہ مریمیت کے دم میں ایک مدت تک پرورش پا کر عیسیٰ کی روحانیت میں تولد پائیگا اور اس طرح پردہ عیسے بن مریم کھلا جائیگا یہ وہ فرماری ابن مریم کے بارے میں ہے جو قرآن شریف یعنی سورہ تحریم میں اس زمانہ سے قیرہ سو برس پہلے بیان کی گئی ہے اور ہر ہین احمدیہ میں سورہ تحریم کے ان آیات کی خدا لکھنے سے خود تفسیر فرمادی ہے قرآن شریف موجود ہے ایک طرف قرآن شریف کو کہو اور ایک طرف ہر ہین احمدیہ کو اور ہر انصاف اور عقل اور تقویٰ سے سوچو کہ وہ مشکوئی جو سورہ تحریم میں تھی یعنی یہ کہ اس امت میں ہی کوئی فرد مریم کہا گیا اور ہر مریم سے عیسے بنایا جائیگا گویا اس میں سے پیدا ہو گا - وہ کس رنگ میں ہر ہین احمدیہ کے الہامات سے پوری ہوئی کیا یہ انسان کی قدرت ہے کیا یہ میرے اختیار میں تھا اور کیا میں اس وقت موجود تھا جبکہ قرآن شریف نازل ہوا تھا تا میں عرض کرتا کہ مجھے ابن مریم بنانے کے لئے کوئی آیت آمادی جائے اور اس اعتراض سے مجھے سبکدوش کیا جائے کہ تمہیں کیون ابن مریم کہا جائے اور کیا آج سے سین بائیس برس پہلے بلکہ اس سے بھی زیادہ میری طرف سے یہ منصوبہ ہو سکتا تھا کہ میں اپنی طرف سے الہام تراش کر اول اپنا نام مریم رکھتا اور پھر آگے چل کر اپنے اس کے طور پر یہ الہام بناتا کہ پہلے زمانہ کی مریم کی طرح مجھ میں ہی عیسے کی روح ہو گئی تھی اور پھر آخر کار صفحہ ۵۵۲ پر ہین احمدیہ میں یہ لکھ دیا کہ اب میں مریم میں سے عیسے بن گیا - اے عزیز و غور کرو اور خدا سے ڈو ہرگز نہ انسان کا فعل نہیں یہ باریک اور دقیق حکمتیں انسان کے فہم اور قیاس سے بالاتر ہیں اگر ہر ہین احمدیہ کی تالیف کی وقت جیسے ایک زمانہ گذر گیا مجھے اس منصوبہ کا خیال ہوتا تو میں اسے ہر ہین احمدیہ میں یہ کیوں لکھتا کہ عیسیٰ مسیح ابن مریم آسمان سے دوبارہ آئیگا سوچو کہ خدا جانتا تھا کہ اس نکتہ پر علم ہونے سے یہ دلیل ضعیف ہو جائے گی اس لئے گواہوں نے ہر ہین احمدیہ کے تیسرے حصہ میں میرا نام مریم رکھا پھر جیسا کہ

ہر ہین احمدیہ سے ظاہر ہے دو برس تک صفت مریمیت میں عیسے پرورش پائی اور پردہ میں نشو و نما پاتا رہا پھر جب اس پر وہی گذر گئے تو جیسا کہ ہر ہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ ۲۴۷ میں درج ہے مریم کی طرح عیسے کی روح مجھ میں نفع کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بزرگوار اس الہام کے جو سب سے آخر ہر ہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ ۵۵۲ میں درج ہے - مجھے مریم سے عیسے بنایا گیا پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا - اور خدا نے ہر ہین احمدیہ کی وقت میں اس سرخشی کی مجھے خبر نہ دی حالانکہ وہ سب خدا کی وحی جو اس از پیش منسل تھی میرے پرنازل ہوئی اور ہر ہین احمدیہ میں درج ہوئی مگر مجھے اس کے معنوں اور اس ترتیب پر اطلاع نہ دی گئی اس لئے میں مسلمانوں کا رسمی عقیدہ ہر ہین احمدیہ میں لکھ دیا یا میری صادگی اور عدم بناوٹ پردہ گواہ ہو وہ میرا لکھنا جو الہامی نہ تھا محض رسمی نہ تھا مخالفین کے لئے قابل ہستنا و نہیں کیونکہ مجھے خود بخود غیب کا دعوے نہیں جتنک کہ خود خدا تعالیٰ مجھے نہ سمجھا وے سو اس وقت تک حکمت الہی کا یہی تقاضا تھا کہ ہر ہین احمدیہ کے بعض الہامی اسرار میرے سمجھ میں نہ آتے مگر جب وقت آ گیا تو وہ اسرار مجھے سمجھا گئے تب میں نے معلوم کیا کہ میرے اس دعوے سے سچ ہو رہا ہے میں کوئی نئی بات نہیں یہ وہی دعوے ہے جو ہر ہین احمدیہ میں بار بار تصریح کیا گیا ہے - آگے ایک اور الہام کا یہی ذکر کرتا ہوں - اور مجھے یاد نہیں کہ میں نے وہ الہام اپنے کسی سالہ یا اشتہار میں شائع کیا ہے یا نہیں لیکن یہ یاد ہے کہ خدا کو گون کو میں نے سنایا تھا اور میرے یادداشت کے الہامات میں موجود ہے اور وہ اس زمانہ کا ہے جب کہ خدا نے مجھے پہلے مریم کا خطاب دیا اور پھر نفع روح کا الہام کیا پھر بعد اس کے یہ الہام ہوا تھا فلجاء ہا لیا من الی جدد الخلة قالت یا لیسنے مت قبل هذا و کنت نسیم منسب ایسے ہر مریم کو جو مراد اس عاجز سے ہے در ذہ تنہ کچھ کر کیرف لے آئی یعنی عوام الناس اور جاہلون اور بے سمجھ علماء جسے واسطہ پڑا جس کے پاس ایمان کا پس نہ تھا انہوں نے تکفیر و توہین کی اور گالیوں دینا دے ایک طرف ان پر پائی کہ مریم نے کہا کہ کاش میں اس سے پہلے مرجاتی اور میرا نام و نشان باقی نہ رہتا یہ اس شور کی طرف اشارہ ہے جو تہذیب میں مولویوں کی طرف سے بہ ہمت مجبوری پڑا

اور وہ اس دعوے کی برداشت نہ کر کے اور مجھے ہر ایک جیسے ہے انہوں نے منکرنا چاہا تب اس وقت جو کہ ب اور تعلق نا سمجھوں کا شور و غوغا دیکھ کر میرے دل پر گزرا اسکا آئینہ خدا تعالیٰ نے نقشہ کھینچ دیا ہے اور اس کے متعلق اور بھی الہام تھے جیسا کہ قدحیت مشیٹا فریڈک - صا کان ابولف امر سوء و ما کانت صا بغیا اور ہر اس کے ساتھ کا الہام ہر ہین احمدیہ کے صفحہ ۵۵۱ میں موجود ہے اور وہ یہ ہے - الیس اللہ بکاف عبدک ولنجعلہ ایتہ للناس ورحمة منا وکان امرنا مقضیا - قول الحق الذی فیہ تمقون ویکو ہر ہین احمدیہ صفحہ ۵۱۲ سطر ۱۲ و ۱۳ - تو مجھے اور لوگوں نے کہا کہ اسے مریم ٹوٹنے یہ کیا لکھ رہے اور قابل نفیر کام دکھایا جو راستی سے دور ہے نیز اپنا پتہ اور تیری مان تو ایسے نہ تھے - مگر ہر ہین احمدیہ میں سے اچھے بندہ کو بری کر کے گا اور ہم اسکو لوگوں کے لئے ایک نشان بنا دیں گے اور یہ بات ابتداء سے مقدرتی اور ایسے ہی ہونا تھا یہ عیسیٰ بن مریم ہے جس میں لوگ شک کر رہے ہیں یہی قول حق ہے - یہ سب ہر ہین احمدیہ کی عبارت ہے اور یہ الہام اصل میں آیات قرآنی ہیں - جو حضرت عیسیٰ اور ان کی مان کے متعلق ہیں - ان آیتوں میں جس عیسے کو لوگوں نے ناجائز پیدائش کا الزام قرار دیا ہے اسکی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم اسکو اپنا نشان بنا دیں گے اور یہی عیسے ہے جس کی انتظار تھی اور الہامی عبارتوں میں مریم اور عیسے سے میں ہی مراد ہوں - میری نسبت - چاہے گویا کہ ہم اسکو نشان بنا دیں گے - یہ الہام کہ مریم وہی عیسے بن مریم ہے - والا تھا جس میں لوگ شک کرتے ہیں یہی حق ہے اور انے والا بھی ہے اور شاخص نافی سے ہے جو خدا کے اسرار کو جن سمجھتے اور صحت پرست ہیں حقیقت پران کی نظر نہیں -

نوٹ - اس الہام پر مجھے یاد کیا کہ ہر ہین احمدیہ میں فیض شاہ یا ہر شاہ نام ایک سید تھے جو میرے والد صاحب حضرت محبت رکھتے تھے اور بہت تعلق تھا - میرے دعویٰ سے موجود ہونے کی کسی نے ان کو جرحی تو وہ بہت در سے ادا کہا کہ ان کے والد صاحب بہت اچھے آدمی تھے یعنی شخص کس پر پیدا ہوا ان کا باپ تو نیک مزاج اور فرائض کے کاموں سے دور تھا اور صاف دل سلیمان تھا ایسے ہی بہتوں نے کہا کہ تم نے اپنے خاندان کو داغ لگایا کہ ایسا دعوے کیا -

یہ بھی یاد رہے کہ سورۃ فاتحہ کے عظیم اثرات
مقاصد میں سے یہ دعا ہے کہ اھدنا الصراط
المستقیم صراط الذین انعمت
علیہم اور بطرح انجیل کی دعائیں خدا تعالیٰ
سے وہ تمام نعمتیں مانگی گئی ہیں جو پہلے رسولوں
اور نبیوں کو دی گئی تھیں یہ مقابلہ بھی قابلِ نظر
ہے اور جس طرح حضرت مسیح کی دعا قبول ہو کر عیسیٰ
کو روٹی کا سامان بہت کچھ مل گیا ہے اسی طرح
یہ قرآنی دعا انعمت علیہ علیہ وسلم کے ذریعہ
قبول ہو کر اختیار و ابرار مسلمان بالخصوص ان کے
کامل فرد انبیاء بنی اسرائیل کے وارث ٹھہرائے
گئے اور عدل صراط مسیح موعود کا اس امت میں سے
پیدا ہونا یہ بھی دعائی قبولیت کا نتیجہ کیونکہ گو
مغنی طور پر بہت سے اختیار و ابرار نے انبیاء بنی اسرائیل
کی مماثلت کا حقدیا ہے مگر اس امت کا موعود
کیلے کیلے طور پر خدا کے حکم اور اذن سے اسرائیلی مسیح
کے مقابل کھڑا کیا گیا ہے تا موعود اور محمدی سلسلہ
کی مماثلت سمجھ میں آجائے اسی غرض سے اس مسیح
کو ابن مریم سے پر یک پہلو سے تشبیہ دی گئی ہے بیان
تک کہ اس ابن مریم پہ بتلایں اسرائیلی ابن مریم کی طرح
آئے اول جیسا کہ عیسیٰ ابن مریم محض خدا کے نفع سے پیدا
کیا گیا اسی طرح یہ مسیح بھی سورۃ تحریم کے وعدہ کے
موافق محض خدا کے نفع سے مریم کے اندر سے پیدا
کیا گیا کہ ابن مریم کی پیدائش بہت شور اٹھا اور
انجیل مخالفوں نے مریم کو کہا لقد حیئت شئیئنا
قریبا اسی طرح ابھگے ہی کہا گیا اور شئیئنا مت مجھایا
گیا اور جیسا کہ خدا نے اسرائیلی مریم کے وضع حمل
کے وقت عیسیٰ کی نسبت یہ جواب دیا ولنجعلہ
آیۃ للناس ودحمة مناد کان امری امقضیا
یہی جواب خدا تعالیٰ نے میری نسبت برائے
احمد بن مریم روحانی وضع حمل کے وقت جو ہتھارہ
کے رنگ میں تھا مخالفوں کو دیا اور کہا تم اپنے
فریبوں سے اوکو نابود نہیں کر سکتے میں اسکو
لوگوں کے لئے رحمت کا نشان بناؤں گا
اور ایسا ہونا ابتداء سے مقدر تھا اور پھر ہم
طرح یہودیوں کے علماء نے حضرت عیسیٰ پر فتویٰ نکال
کا لگایا اور ایک شریف فاضل یہودی نے وہ فتویٰ
طیار کیا دوسرے فاضلوں نے اوپر فتویٰ دیا
یہاں تک کہ بیت المقدس کے صد ہا عالم و فاضل
جو اکثر اہل حدیث تھے۔ انہوں نے حضرت عیسیٰ
پر تکفیر کی مہرین لگا دیں یہی معاملہ مجھ سے ہو
اور پھر جیسا کہ اس تکفیر کے بعد جو حضرت عیسیٰ
کی نسبت کی گئی تھی انکو بہت ستایا گیا سخت
سخت گالیوں دی گئیں نہتین ہجو اور بد گوئی
کتابچہ لکھی گئی تھیں یہی صورت ابھی

پیش آئی گویا اٹھارہ سو برس کے بعد وہی عیسے
پہر پیدا ہو گیا اور وہی یہودی پہر پیدا ہو گئے۔
آہ یہی معنی تو اس پیگوشی کے تھے غیور المعضوب
علیہم جو خدا نے پہلے سے سمجھا دیا تھا مگر ان لوگو
نے صبر نہ کیا جب تک یہودیوں کی طرح مغضوب علیہم
نہ بن گئے اس مثالیت کی ایک اینٹ تو خدا نے
اپنے ہاتھ سے لگا دی کہ مجھے عین چودہویں صدی
کے سر پر جیسا کہ مسیح ابن مریم چودہویں صدی
کے سر پر آیا تھا مسیح **الاسلام**
کر کے اچھا اور میرے لئے اپنے زبردست نشان
دکھلا رہا ہے اور آسمان کے نیچے کسی مخالف مسلمان
یا یہودی یا عیسائی وغیرہ کو طاقت نہیں کہ اودن کا
مقابلہ کرے اور خدا کا
مقابلہ عاجزا اور ذلیل انسان کیا کر سکے یہ تو وہ بنیاد
اینٹ ہے جو خدا کی طرف سے ہے ہر ایک جو
اس اینٹ کو توڑنا چاہے گا وہ توڑ نہیں سکے
گا مگر یہ اینٹ جب اوپر پڑے گی تو اسکو ٹکڑا
ٹکڑے کر دے گی کیونکہ اینٹ خدا کی اور ہاتھ
خدا کا ہے اور دوسری اینٹ میرے مخالفوں

نوٹ * حضرت عیسے علیہ السلام کے وقت میں یہودی
اگر بہت فرتے تھے مگر جو حق پر سمجھ جاتے تھے وہ
دو فرتے ہو گئے تھے۔

(۱) ایک وہ جو تورات کے پابند تھے اسی سے اجتہاد
کے طور پر مسائل استنباط کرتے تھے۔

(۲) دوسرا فرقہ اہل حدیث تھا جو تورات احادیث کی
قاضی سمجھتے تھے یہ اہل حدیث اسرائیلی بلاد میں بہت
پہلے گئے تھے اور ایسی ایسی حدیثوں پر عمل کرتے تھے
جو اکثر تورات کی معارض اور نقیض تھیں اور ان کی یہ
محبت تھی کہ بعض مسائل شرع مثلاً عبادات اور معاملات
اور قانون مجازات کے مسائل تورات سے ملے نہ
ہیں اپنے حدیثوں کی رو سے اطلاع ہوتی ہے اور حدیث
کی کتاب کا نام طائود تھا اور اس میں پہلی نبی کے
زمانہ کی حدیثیں تھیں یہ حدیثیں مدت تک زبانی چلیں
اور مدت کے بعد قلمبند ہوئیں اس لئے ان میں
کچھ موضوعات کا حصہ بھی مل گیا تھا اور بیعت
اسکے کہ اود وقت یہودیوں کے ہاتھ فرقتے ہو گئے
اور ہر ایک فرقہ انجلی حدیثیں جدا جدا کر لیتا تھا
اور محدثین نے تورات کی طرف توجہ چھوڑ دی
حدیثوں پر عمل تھا اور تورات گویا متروک اور
کی طرح تھی اگر حدیث کے آئی تو اود کو مانا ورنہ اود کو
کیا۔ پس اس زمانہ میں حضرت عیسے علیہ السلام پیدا
اور ان کے مخاطب خاص طور پر اہل حدیث
ہی تھے جو تورات کو زیادہ حدیثوں کی عزت کرتے
اور یہودیوں کے نوشتوں میں پہلے خبر دی گئی تھی کہ

طیار کر کے اوس کے مقابل پر رکھ دی کہ میرے
مقابل پر وہ کام لے جو اسوقت کے یہودیوں
نے کئے تھے یہاں تک کہ میرے ہلاک کرنے کے
لئے ایک خون کا مقدمہ ہی بنایا گیا جس کی میری
خدا نے مجھ پہلے خبر دے دی تھی وہ مقدمہ
جو میرے پر بنایا گیا وہ حضرت عیسیٰ ابن مریم
کے مقدمہ سے بہت سخت تھا کیونکہ حضرت
عیسیٰ پر جو مقدمہ کیا گیا اس کی بنا حلقہ مذہبی
اختلاف پر تھی جو حاکم کے نزدیک ایک ضعیف
بات تھی بلکہ کچھ ہی نہ تھی مگر میرے پر جو مقدمہ
کھڑا کیا گیا وہ اقدام قتل کا دعویٰ تھا اور
جیسا کہ مسیح کے مقدمہ میں یہودی مولویوں نے
جا کر گواہی دی تھی ضرور تھا کہ اس مقدمہ میں ہی
کوئی مولویوں میں سے گواہی دیتا اسلئے اس
کام کے لئے خدا نے مولوی محمد حسین بٹالوی
کو انتخاب کیا اور وہ ایک بڑا المبداء جتہ ہیں کہ
گواہی کے لئے آیا اور جیسا کہ سردار کاہن مسیح کو
صلیب والوں کے لئے عدالت میں گواہی دینے
کے لئے آیا تھا یہ بھی موجود ہوے صرف
فرق اس قدر تھا کہ سردار کاہن کو بیلاطوس کی
عدالت میں کرسی ملی تھی یہی بدلہ یہودیوں کے
مؤید بنیرون کو رمنٹ رومی میں کرسی
ملی تھی اور بعض اہمیں سے انزیری مجسٹریٹ
بھی تھے اسلئے اس سردار کاہن نے عدالت
کے قاعدوں کے لحاظ سے کرسی پائی اور
مسیح ابن مریم ایک مجرم کی طرح عدالت کے
سلسلے میں کھڑا تھا لیکن میرے مقدمہ میں اس
کے برعکس ہوا یعنی یہ کہ برخلاف دشمنوں کی
امیدوں کے کپتان ٹولکس نے جو بیلاطوس
کی جگہ عدالت کی کرسی پر تھا مجھ کو کرسی دی
اور یہ بیلاطوس مسیح ابن مریم کے بیلاطوس
کی نسبت زیادہ با اختلاف ثابت ہوا۔
کیونکہ عدالت کے امر میں وہ دلیری اور
استقامت سے عدالت کا پابند رہا اور
بالائی سفارشوں کی اوس نے کچھ ہی پردہ
نکی اور قومی اور مذہبی خیال نے بھی اس میں
کچھ تغیر پیدا نہ کیا اور اوس نے عدالت
پر پورا قدم مارنے سے ایسا وعدہ نمود کیا
کہ اگر اس کے وجود کو قوم کا فخر اور احکام کو
لئے نمونہ سمجھا جائے تو بیجا نہ ہو گا عدالت
ایک مشکل امر ہے جن تک انسان تمام تعلقات
سے علیحدہ ہو کر عدالت کی کرسی پر نہ بیٹھے
تک اس شخص کو عمدہ طور پر ادا نہیں
کر سکتا مگر میں اس سچی گواہی کو ادا کرتے ہیں۔
میں کہ اس بیلاطوس نے اس فرض کو پورے

طور پر ادا کیا۔ اگرچہ پہلا پہلا طوس جو آدمی تھا اس فرض کو اچھے طور پر ادا نہیں کر سکا اور اسکی بزدلی نے مسیح کو بڑی بڑی تکالیفوں کا نشان بنایا یہ فرق ہماری جماعت میں ہمیشہ تذکرہ کے لائق ہے۔ جب تک کہ دنیا قائم ہے اور جیسے جیسے یہ جماعت لاکھوں کو ڈرولہ افراد تک پہنچے گی ویسی ویسی تعریف کیسا نہ اس نیک نیت حاکم کا تذکرہ رہے گا اور یہ اسکی خوش قسمتی ہے کہ خدا نے اس کام کے لئے اسکو چنا۔ ایک حاکم کے لئے کس قدر یہ امتحان کا موقع ہے کہ دفریقی اسکے پاس آدین کراؤن میں سے اس کے مذہب کا مشتری ہے اور دوسرا فریقی وہ ہے جو اس کے مذہب کا مخالف ہے اور اس کے پاس بیان کیا گیا ہے کہ وہ اس کے مذہب کا سخت مخالف ہے لیکن اس بہادر پہلا طوس نے اس امتحان کو بڑے استقلال سے برداشت کر لیا اور اسکو ان کتابوں کے مقامات دکھائے گئے جن میں کم نہیں سے عیسائی مذہب کی نسبت سخت الفاظ سمجھے گئے تھے اور ایک مخالفانہ تحریر کی ایک کاپی تھی مگر اس کو چہرہ پر کچھ تعبیر پیدا نہ ہوا کیونکہ وہ اپنی روش کا انشس کیوجہ سے حقیقت تک پہنچ چکا تھا اور چونکہ اس نے مقدس کی صلیبت کو سچے دل سے تلاش کیا اسلئے خدا نے اسکی مدد کی اور اس کے دل پر سچائی کا الہام کیا اور اس پر واقعی حقیقت کہوٹی گئی اور وہ اس سے بہت خوش ہوا کہ عدل کی راہ اسکو نظر آگئی اس نے مجھے محض عدل کے لحاظ سے مدعی کے مقابل پر کرسی دی اور جب مولوی محمد منین جو سردار کاہن کی طرح مخالفانہ گواہی کے لئے آیا تھا مجھے کرسی پر بیٹھا ہوا پایا اور جس ذلت کو دیکھنے کے لئے میری نسبت اس کی آنکھ شوق رکھتی تھی اگر ذلت اس نے نہ دیکھا تب مساوات کو غنیمت سمجھ کر وہ بھی اس پہلا طوس سے کرسی کا خواہش مند ہوا مگر اس پہلا طوس نے اسکی ڈانٹا اور زور سے کہا کہ تجھے اور تیرے باپ کو کبھی کرسی نہیں ملی ہمارے دفتر میں تمہاری کرسی کے لئے کوئی نہایت نہیں اب یہ فرق بھی غور کے لائق ہے کہ پہلے پہلا طوس نے یہودیوں سے ڈر کر ان کے بعض معزز گواہوں کو کرسی دے دی اور حضرت مسیح کو جو مجرم کے طور پر پیش کئے گئے تھے کھڑا رکھا حالانکہ وہ سچے دل سے مسیح کا خیر خواہ تھا بلکہ مریدوں کی طرح تھا اور اسکی بیوہ مسیح کی حاضر مرید تھی جو وہی اللہ کہلاتی ہے لیکن خوف نے اس سے یہاں تک حرکت صادر کرائی کہ ناحق بے گناہ مسیح کو یہودیوں کے حوالے کر دیا میری طرح کوئی خون کا الزام نہ تھا۔ (باقی آئندہ)

نہم نیت الام قانون وضعیہ

جن لوگوں کو ذرا ہی تاریخ عالم اور واقعات دنیا پر نظر ہے وہ یہ یقین کر اقبال داد بار ادا ترقی و منزل و حقیقت و ہمتی بہر تہیہاؤں ہے جسکو سکون و قرار نہ کہی ہو گا۔ وہی تو وہ جو آج بڑی ٹھوکرین کھا رہی ہیں اور نحوست و ادب پار کی گھٹائیں قضاے مہم نیکار کے سر پہ نہلاتی پھرتی ہیں کل کے سردار و اقبال نہیں اور سعادت پر وقت اور ملک غاشیہ تھا مے ہرے نظر آتی تھی اور جو کل بالکل بے نام و نشان تھا اور کسی شمار و قطار میں نہ آتے تھے ذلت و خواری میز پر سے دن کاٹ رہے تھے وہی آج نامی و نام آور بن کر لوگوں سے انا و لاغیری بجا رہے ہیں۔ اور اپنے مقابلہ میں کسیکو

کچھ نہیں سمجھتے۔ اب زمانہ بھی جو کبھی اُن سے برسرِ
پُرخاش تھا اونہی کا حامی و ناصر بن رہا ہے اور اقبال
بھی اونہی سے قریب مار چکا ہے۔ دنیا میں اب اگر کوئی بات
بھی ہے تو انہی کی بات۔ باقی سب خرافات۔ اور عقل
ہے تو انہی کی عقل اور سب نقل۔ اور نقل بھی نقل ہے نقل۔
اب سے پہلے جب مسلمانوں کا دور دور تھا اور اُن کی اقبال
مندی کا ستارہ چمکتا تھا تو دنیا میں مشرق سے مغرب
تک انہیں کے عقل و تمدن کی روشنی تھی۔ اور اُن
کی بات بات انتخاب بلکہ لاجواب مافی جاتی تھی اور
کی بے راہ روی بھی اور اُن کے لئے رہ نمائی کا حکم کرتی
تھی اور اب وہی مسلمان ہیں کہ اُنکی اچھائی بھی جاسا
ہے اور اُنکی نیکی بھی بدی اُنکی جو بات ہے قابلِ گفت
ہے اور جو کام ہے سرتاپا عیب ہے۔ حتیٰ کہ وہی خوبیاں
جس کا زمانہ گزریا وہ رہ چکا ہے۔ اب عالم نگاہوں سے
گر کریم پوچھ پوچھ گئی ہیں اور جس کو مسلمانوں کی شاکردی
برناز تھا وہی آج اور پھر قہقہہ لگاتے نظر آتے ہیں اور
وہی زمین جو کبھی سلسلہ جہالت میں جکڑی ہوئی تھیں
اور زلت و خواری کا بوجھ اُنکی گردنیں توڑے ڈالتا
تھا۔ اپنا قدیم چولہا بد لکر عزت و اقبال کا لباس پہنے
ہوئے اترا تے پھرتے ہیں اب انہی کے علم و تمدن کا
دور دورہ ہے اور انہی کی صنعت اور حرفت کی گرم
بازاری چار دانگ عالم میں انہی کی آوارگوں کی سنائی
دیتی ہے۔ علم و عمل پرانکا مالکانہ قبضہ ہے غرض کہ
دنیا بھر کی خوبیاں اب انہی کی ذات میں جس ہو گئی ہیں
اور کوئی انکی نگاہوں میں نہیں جھنکا۔ انکے نزدیک
دنیا سب کی سب جاہل اور غیر مستند ہے ان کے
سوا تمدن و ترقی کے اصل راز کو کسی نے سمجھا ہی
نہیں مسلمانوں کی نسبت ان قوموں کا دعوائے
ہے کہ مسلمان اوسے تاریک زمانہ میں ترقی کر چکے۔
اب ہمارے جدید تمدن کے زمانہ میں ان کا پینپنا
ہے۔ کیونکہ اسلامی قانون انکو ترقی کے میدان میں
قدم بڑھانے سے روکتا ہے اور وہ اُس قانون کی

پابندی سے دست کش ہوتے نہیں۔ اس لئے ترقی سے بھی ہمیشہ محروم رہیں گے۔ کیونکہ ترقی کا دار مدار تو اظہار ہے۔ جدید تمدن پر اور آئین اسلام اس سے بالکل متغیر ہیں۔ مجبوراً یہی رائے قائم کرنی پڑتی ہے کہ مسلمان مسلمان رہ کر دنیاوی ترقی نہیں کر سکتے۔ یورپ کی غیر جنس اور غیر مذہب توہین اگر مسلمان کی نسبت اسی رائے لگائیں تو ایک حد تک مجبور ہیں تعصب اور غیرت آدمی کو پورا غور و خصوص نہیں کرنے دیتے۔ اسکے علاوہ اقبال ہندی نے ان کے دماغ اور بھی عرشِ معشہ پر پہنچا رکھے ہیں۔ لیکن بڑا تعجب یہ ہے کہ یورپ کی تہذیب کا ہلکا اور پہلیکا رنگ بھی جن مسلمانوں کو چھو گیا ہے وہ بھی یورپ کے ہم آہنگ ہو کر یہی بکارتے سناٹی دیتے ہیں کہ اس زمانہ میں انسان تمدن اور ترقی کے اس بلند تر درجہ پر پہنچ گیا ہے جو اسلامی قانون کی پست عمارت سے کہیں بالاتر ہے اسلئے اگر مسلمان ترقی کر سکتے ہیں تو یورپ کے تمدنی قانون کی پابندی ہی کر سکتے ہیں ان نوجوانوں کا گویا یہ خیال ہے کہ اسلامی شریعت میں یورپ کے وضعیہ قانون کے اصول و مبادی موجود نہیں۔ نہیں یہ سب مخترعات جدید اور علماء یورپ کے مغز سے اتاری ہوئی باتیں ہیں۔ جن تک علماء اسلام کی نظر بھی نہیں پہنچی ہے۔

لیکن جس شخص کو اسلامی فقہ سے ذرا پہی و انقیث
ہے وہ اہی طر جانتا ہے کہ اس فہم کی بے سرو پا باتیں
مذہبی و علمی بیخبری کا نتیجہ ہیں۔ ورنہ تمدنی و اجتماعی
ضروریات کا وہ کو نسار حلہ ہے جو ہمارے اسلاف
طے نہیں کر چکے۔ تمدن کی ہر شاخ کے اصول مبادی
انہوں نے تحقیق کئے اور انہی پر کار بند ہو کر اپنی ترقی
دنیا کو حیرت میں ڈال دیا تھا۔ باوجودیکہ اس زمانہ کو
ہزار ہا سال گذر گئے مگر اب بھی زمانہ کا قدم اس حد
کچھ آگے نہیں نکل سکا ہے۔ مان یہ ضرور ہے کہ وہ
باتیں جو تمدن و ترقی کا ذریعہ تھیں ہم اپنی نالائق
سے کہو کہ پیچھے پٹا آئے ہیں۔ اور یورپ انہی پر کار بند
ہو کر اس حراج کمال کو پہنچ گیا ہے۔ یہ خود ہماری
کو تہ نظری ہے کہ ہم قانون اسلام کو بدنام کرتے اور اپنا
قصور کے سر تھوپتے ہیں۔ اگر ہم قانون اسلام پر
متجسسہ نظر ڈالیں اور گڑے ہوئے خزانہ کو اپنی
بوسیدہ کتابوں سے نکال کر دیکھنے کی تحلیف گوارا کریں
تو ہم کو اہل یقین ہو سکتا ہے کہ اسلام میں ترقی و تمدن
کے مبادی و اصول سب کچھ باکمل وجوہ موجود ہیں
مگر اتنی تحلیف کون اٹھائے ؟ اور کون اتنی زحمت
اچھے سرے ؟ اس زمانہ میں ہماری بے خبری اور
کو تہ نظری کی ایک بہت بڑی وجہ یہ پیدا ہو گئی ہے
کہ ہماری معلومات کا مبنی صرف مشاہیرین کی تالیفات
و تصنیفات ٹھہر گئی ہیں۔ اور ان کا طریق بیان مفہور و

میرا تعقید اور عقلی بحثوں سے ملو ہے کہ بڑھنے
 والے کی طبیعت انہیں دیکھتے دیکھتے آتا جاتی ہے۔
 اور مطلب کی بات بہت ہی کم ملتی ہے اور کوہ کندن
 دکاہ برآوردن کی مثل صادق آتی ہے۔ اور اس بنا
 کی عام طبیعتوں کا میلان اس طرف ہے کہ جو بیان ہو
 صاف و صریح ہو۔ مطالبہ ربوط و پیوستہ ہوں۔
 عبارت پیش نظر آتے ہی مطلب ذہن میں آئے
 یہی وجہ ہے کہ جو لوگ فقہ اور قانون اسلام کی لاریون
 کو سمجھنا چاہتے ہیں سگر متاخرین کی بنیادی ہوئی بہوں
 بے لیبیان کے چکر میں آجاتے ہیں اور منزل مقصود تک
 نہیں پہنچ سکتے تو بہتات میں پڑ جاتے ہیں اگرچہ
 مسلمان زمانہ تشریل کی ابتداء سے ہی اس بلا میں گرفتار
 ہو چکے تھے لیکن پہر ہی قانون اسلام کے برخلاف
 زبان کھرنے کی کمی کو جرأت نہ ہوتی تھی اب چونکہ طبیعت
 میں آزاد روی کا جوش بہت بڑھ گیا ہے اور بدو
 استقرار تمام رائے قائم کر لیا ایک معمولی سی بات
 ہو گئی ہے اسلئے کچھ بے باک ہو کر اور کچھ شرانے ہو کر
 دلی زبان سے کہہ گئے ہیں کہ قانون اسلام ناقص ہے۔
 تمدن کی جزئیات کو کیا کلیات ہی بالاستیعاب
 اس میں موجود نہیں۔ اب چونکہ زمانہ اسلامی قانون
 کی توجہ سے اسوہ میں آ کے نکل گیا ہے اسلئے
 اس میں بھی کچھ تغیر و تبدل ہونا چاہئے غرضیکہ قانون
 اسلام کے خلاف جو رائیں قائم ہوتی ہیں وہ اکثر
 لاعلمی کی وجہ قائم ہوتی ہیں۔ اگر طالبان حق متاخرین
 کی کتابوں کی جگہ متقدمین کی تصانیف کو ذریعہ
 تحقیق بنائیں تو یقین ہے کہ ان کے دلوں میں
 کبھی اسلام کے برخلاف کوئی خطرہ نہ گذرنے پائے۔
 اور سمجھے جائیں کہ تمدن و ترقی کے تمام اصول
 و مبادی شرائع اسلام میں موجود ہیں اور جیسے
 کے ذریعہ سے گزشتہ زمانہ میں مسلمان ترقی کر چکے
 ہیں اب بھی اونہی کی پابندی سے عروج و اقبال اور
 کامل تمدن حاصل کر سکتے ہیں۔ مختصر یہ کہ جاننے والی
 کے لئے اسلامی قانون میں تمام اصول و مبادی
 کامل ترین تمدن کے موجود ہیں۔

اس وقت متقدمین سے امام ابو یوسف کی ایک
چھوٹی سی کتاب الخراج جو مارشون کے ایماء
لگی گئی تھی ہمارے پیش نظر ہے۔ متقدمین کی ضخیم
کتابوں کے مقابلہ میں کتاب الخراج ایک چھوٹا سا
رسالہ ہے لیکن اگر اس کے اہم مقاصد اور مفید
مطالب پیش نظر رکھ کر متاخرین کی ضخیم کتابوں کی
اسکا سواد نہ کریں تو ہلکا مال کہہ سکتے ہیں کہ ہر جہ
بقیامت کہتہ بقیعت بہتر۔ اس کتاب میں فقہی
دعویٰ فقہی مسائل جو یورپ کے جدید قانون سے
بالکل منطبق یا جنسی و فروعی تفاوت کے ساتھ
متعدد المادی میں کثرت بہرے پڑے ہیں۔

اور میں سے چند مسائل ہم اپنے اس مضمون میں درج
 کریں گے۔ تاکہ یورپ کے آئین و قوانین کے والہ
 و شفیعہ سمجھ سکیں کہ سلاف اسلام کو جتنی قدرہ و قاطر نظر
 سمجھتے ہیں وہ ہرگز ایسے نہ تھے بلکہ ضروریات تمدن
 میں سے انہوں نے کوہتم بالشان امر میں چھوڑا ہے
 اور فقہ کے مسائل موجودہ زمانہ اور جدید طرز تمدن
 کے ہرگز مخالف نہیں ہیں۔ اور کوثر نظر وں کا یہ دعو
 بالکل بے دلیل ہے کہ مسلمانوں کو انکی دیرینہ شریعت
 اور بدیانہ فقہ موجودہ ترقی و تمدن سے روکتی ہے۔
 ہماری غرض اس بیان سے یہ ہے کہ مسلمان
 سمجھ لیں کہ فقہ اسلام اور قانون یورپ باہم بہت کچھ
 متحد اور بہت کچھ مشابہ ہے اور جو اختلاف یا جدت
 ہے وہ بہت ہی کم اور جزئیات میں ہے۔ بلکہ اگر ہم
 یہ ہی دعو لے کر میں تو کچھ نہ بچا کہ یورپ کو قانون
 تمدن کے اصول و مبادی مسلمانوں اور انکی شریعت
 ہی سے ملے ہیں اسی سے وہ متحد النوع نظر آتے ہیں
 ہم یہ نہیں کہتے کہ اسلامی فقہ میں جو باتیں بالکل نہیں
 ہیں اور قانون جدید میں مقتضائے زمانہ پیدا ہو گئی
 ہیں اور دین و مذہب پر یہی انکا کچھ اثر نہیں پڑتا ہے
 مسلمان انکو نہ لیں۔ خدا مضاف د ماکر نہ۔ پر
 وہ بے شک عمل کریں۔ لیکن اپنے ہی گھر میں ایک چیز
 موجود ہو تو وہی غیروں سے قرض لے کر تاح و ربار
 احسان نہ بننا چاہئے۔ دولت مند ہو کر اپنے آپ کو
 فقیر صورت بنانا اور فقروں کی طرح ہاتھ پھیلا مانیو
 دانشمندی نہیں ہے۔ اگر سلاطین اسلام ہی اسی اصول
 پر کار بند ہو کر قومی و ملکی ترقی و تمدن کے آئین و قوانین
 مقتضائے وقت کو مد نظر رکھ کر شریعت ہی کی نکالیں
 یا لزورت استنباط کریں تو یقین ہے کہ مسلمانوں کی
 حالت بہت جلد اصلاح پذیر ہو جائے۔ اور انکی پابندی
 سے انکو فلاح دارین حاصل ہو سکے۔ اب ہم تمنا انجام
 سے چند مسائل بیان نقل کرتے ہیں۔ جو انگریزی
 قانون سے اصلاً و فرعاً بالکل متحد ہیں۔

۱۔ یورپ کے قانون میں ایک دفعہ ہے کہ جج کے سامنے اگر کوئی واقعہ ہو اور پھر اسکے متعلق اسکی پیشی میں مقدمہ آئے۔ تو مقدمہ کا فیصلہ اپنی ریت کو استدلال گردانکر نہیں کر سکتا جب تک کہ مدعی اپنے دعوے کو بشود ہد ادا دل پائے ثبوت تک نہ پہنچا دے۔

کتاب الخراج میں امام صاحبؒ لکھتے ہیں کہ
اگر حاکم مجسم خود دیکھ دے کہ ایک شخص نے چوری
کی یا شراب پی یا ترکب زنا ہو اور غیرہ وغیرہ تو
ایسی حالت میں اسے کوئی حق حاصل نہیں ہے کہ
محض اپنے مشاہدہ کی بنا پر ترکب جرم پر حد جرم
جاری کرے۔

۴۔ حال کے قانون میں جرم کا اقبال کرنے کے لئے

پانچویں سے کوئی اپنی زراعت کو سیراب کرنا چاہے تو مالک کی اجازت ضرور مانگے۔ مرغزار کی گھاس اور پانی میں مرغزار کے مالک اور غیر مالک دونوں برابر ہیں۔ لیکن بن میں سے لکڑیاں بغیر اجازت مالک مانا جائز نہیں اور اگر کوئی ایسا کرے تو اسپنزاوان ہو گا۔ بان اگر کوئی شکاری زمین سے کوئی چھپلی طاغیر شکار کرے تو وہ اسی کا ہے بن کے مالک کا اور کوئی حق نہیں لیکن اگر چھپلی زمین میں گری ہو اور بغیر اس کا ہاتھ آتا محال ہو تو وہ جب تک شکار نہ کی جائے یا نہ کی گئی ہو اٹھانے والے کیلئے روا نہیں۔ اور وہ آتے ہی جی سکتا ہے۔ اور اس بن کا مالک اپنے

بن کے تالاب کی چھیدیاں فروخت کر سکتا ہے بحالیکہ وہ تالاب ہی میں ہوں۔ اس صورت میں غیر شخص ہاتھ ڈالنے کا مجاز نہ ہوگا۔

ان تمام مویشی گانیوں کو دیکھنا چاہئے کہ قانون کی کسی محترم سبادی پر مبنی ہیں۔ اور انکی تدوین میں کس وقت نگاہ سے کام لیا گیا ہے۔ امام صاحب نے جنگ و جدل گاہ کی تمام گہاس کو کھدوا کر جمع کر نیسے روکا ہے اسلئے کہ اس سے عام لوگوں کو تکلیف پہنچنے کا یقین ہے۔ آجکل کے مقتنون کی بھی یہی رائے ہے۔

۴۔ امام صاحب نے مال پر ٹیکس لگانے کے لئے بڑی خدمت کی اور لکھا ہے کہ مال پر ٹیکس لگانا مالدار کو ناحق ستانا ہے۔ یورپ میں مدت سے اس کا رواج ہے۔ اور دولت علیہ عثمانیہ نے بھی اس خصوص میں اسکی تقلید کی ہے لیکن دونوں جگہ جو اس کے برے نتائج نکلتے ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ یہاں تک کہ اب یورپ کے بڑے بڑے مدبروں کی رائے ہے کہ یہ ٹیکس ہرگز روا نہیں آپ نے مارون رشید کو ٹیکس دینے سے ہی منع کیا ہے۔ سابقین کے اگر ٹیکس کی رقم خرچ سے زیادہ ہے تو خواجہ عبدالرشید ظلم ہوگا۔ اور ٹیکس دار اپنی رقم وصول کر کے رہیگا۔ اور اگر ٹیکس کی رقم زیادہ نہ ہو تب بھی احتمال ہے کہ ٹیکس دار بدینتی سے رعایا کو ستائے اور نا واجب حد تک ان سے روپیہ وصول کرے۔ اور یہ شرعاً ممنوع ہے۔ اللہ تعالیٰ ظلم و بربادی کو پسند نہیں کرتا اسلئے زمین یا اور کسی چیز کا ٹیکس نہ دو۔

امام صاحب نے مارون رشید کو یہ نصیحت کی تھی کہ تمام قلم و زمین عاقلوں کے کاموں اور انکی عادتوں کی دیکھ بھال کے لئے آدمی مقرر کرنے چاہئیں۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ میری رائے میں آپ نقد۔ دینا لانا اور قابل اعتبار آدمی اطراف ملک میں سمجھیں تاکہ وہ آپ کے عاقلوں کے پوست کندہ حالات دریافت کریں اور دیکھیں کہ رعایا کے ساتھ کیسا برتاؤ کرتے ہیں۔ اور وصول ظلم میں ظلم و زیادتی سے تو کام نہیں لیتے؟ تاکہ جب آپ کو ان معتوب لوگوں کے ذریعہ سے حال کا حال اور انکی زیادتیوں معلوم ہو جائیں تو آپ اللہ اور سکین۔ میرے نزدیک ایسے عاقلوں کو ایسی ہتھ دیکھائے کہ جو دوسروں کے لئے باعث عبرت ہو اور انہیں ایسا کرنے کی کچھ بھی جرأت ہی نہ ہو اور حق واجب سے زیادہ وصول نہ کریں۔ اگر ایک عامل کے ساتھ بھی رعایت کی گئی تو اور بھی سمجھ لینگے کہ جو ایک کے لئے جائز سمجھا گیا ہے وہی ہمارے لئے بھی جائز ہے اور ہم سے بھی کچھ باز پرس نہ ہوگی۔ برخلاف اس کے اگر ایک کو یہی سزا کے کافی

ملگی تو دوسرے بھی ڈر جائینگے۔ اور سمجھیں گے کہ اگر ہم نے ظلم و زیادتی کی تو ہمارا بھی یہی حال ہوگا اور جب کسی عامل کی بدینتی اور زیادتی ثابت ہو جائے تو بعد سزا اسے پھر کسی عمل پر ہرگز مقرر نہ کرنا چاہئے۔ ۳۔ جنگی کے متعلق بھی اسی کتاب میں امام صاحب لکھتے ہیں کہ اس کام پر خداتر میں اور ایماندار دیکھ کر دار لوگوں کو مقرر کرنا کہ جو جنگی اور عسکرین میں زیادتی نہ کریں اور مقرر کرنے کے بعد انکے حال سے غافل نہ رہنا چاہئے۔ انکے اعمال و افعال کی بھی پوری خبر رکھئے اور انکے کام کاج کی پرتال کیلئے اور مقبرہ آہی متعین کیجئے تاکہ اگر وہ جاہلہ اعتدال سے قدم باز رہیں تو آپ کو فوراً اطلاع ہو جائے اور سزا دیکھیں۔ ایسے لوگوں کو کافی سزا دیجئے تاکہ ان کے ہم شر لوگوں کو زیادتی اور فحاشات کا حوصلہ نہ ہو۔ اور جو لوگ امانت و دیانت سے کام کریں ان کا ترقی اور احسان و اکرام سے حوصلہ بڑھانا چاہئے۔

۵۔ امام صاحب نے اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ جنگی کے معاملہ میں غیر قوموں اور غیر مذہب کے لوگوں کے ساتھ کیا اور کیسا سلوک کرنا چاہئے؟ اس بارہ میں ہی آپ نے وہی اصول اختیار کیا ہے جو اس زمانہ میں تجارتی معاہدوں کا اصول ہے۔ یعنی مساوات کا حکم دیا۔ اور سنا لکھا ہے کہ ایک دفعہ ابو موسیٰ اشعری نے خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ جب ہمارے مسلمان تاجدار و احرار محراب میں بغرض تجارت جاتے ہیں تو دار الحرب والے ان سے عشر لیتے ہیں۔ ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ آپ نے جواب میں لکھا کہ جیسا کہ وہ مسلمان تاجروں سے کرتے ہیں وہی تم بھی کرو اور ان سے عشر لے لیا کرو۔

قانون جنگ کو دیکھو تو وہ بھی ہماری کتابوں میں اپنی اصول و قواعد کے ساتھ موجود ہے جو اس زمانہ میں دوا عالم کا متفق علیہ ہے۔ چنانچہ امام صاحب اسی کتاب میں لکھتے ہیں کہ اطراف میں سنگدلی اور غدر سے پرہیز کرنا چاہئے۔ سنا لکھتے ہیں کہ جب رسول خدا امراء و غزائے لے بیٹھے تو نصیحت فرمانے کے اندر سے ڈرو۔ مسلمانوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اللہ کا نام لیکر غزائے کرو۔ اور کافر و غیر تلوار اٹھاؤ۔ سنگدلی نہ بناؤ اور بیوفائی نہ کرو۔ بھون اور عورتوں کو قتل نہ کرو۔ بیٹھے مجاہد سے حدیث بیان کی ہے کہ جناب غنیمت تاج (رومی فدا) نے فرمایا ہے

لا تقتل فی الحرب الصبی ولا المرأة ولا المشیخ الفانی۔ اس کے بعد امام صاحب لکھتے ہیں کہ دشمن کے شہر میں آگ لگانا اور غیر ضرورت پھلدار درخت اور غنم کو کاٹنا نہایت برے ہے اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔ جاننے والے جانتے ہیں کہ یہ باتیں دول عالم

کے جدید تر پاس شدہ قانون کے موافق ہیں۔ انہیں اس میں سرسختی و تنہا نہیں۔

۶۔ امام صاحب اسی کتاب میں قلعہ جنگ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جنگ صفین کے دن جناب علی کرم اللہ وجہہ کے پاس فریق ثانی میں سے جو شخص قید ہو کر آتا تھا آپ اس سے گھوڑا اور اسلحہ اور یہ عہد لے لیتے تھے کہ جنگ میں واپس نہ آئیگا۔ اور جو پور دیتے تھے۔ (جیسا کہ جاپانیوں نے پورٹ آرٹز کے قیدیوں کے ساتھ کیا) آپ کو قیدیوں کا قتل کرنا نہایت مکروہ معلوم ہوتا تھا۔ چنانچہ میدان بھر میں جہد لڑائی ہوئی آپ نے پکار کر کہہ دیا کہ ہر ایک دالے کا تعاقب نہ کرو۔ اور نہ زخمی کے پیچھے چرو اور نہ قیدیوں کو قتل کرو۔ اور جو شخص اپنا دروازہ بند کر کے بیٹھ رہے اسے امان ہے اور جو ہتھیار ڈال دے وہ بھی ہماری طرف سے امن میں ہے اور ایسے لوگوں کے مال و متاع پر بھی ہمارے ساتھی ہاتھ نہ ڈالیں۔

۷۔ آجکل اخبارات لکھتے ہیں کہ عورتیں زمینوں کے علاج معالجہ کے لئے میدان جنگ میں جاتی ہیں اور مسلمان ہیں کہ اس امر کو نہایت ہی عجیب و غریب سمجھتے ہیں حالانکہ اجداد اسلام کے زمانہ میں مسلمان عورتیں بکثرت اسی غرض سے میدان جنگ میں شریک ہوتی تھیں اور رضیوں اور غنیموں کی مرعم پی اور دوا درمن کرتی تھیں۔ اور انکو غنیمت میں سے حصہ دیا جاتا تھا اب خیال کرنا چاہئے کہ اس زمانہ کی مسلمان عورتوں اور آجکل کی عورتوں میں کتنا بڑا فرق ہے۔ کیا اب بھی کسی میں یہ ہمت اور شجاعت ہے کہ اپنے عزیزوں کے ساتھ میدان جنگ میں جا کر رضیوں اور غنیموں کی خدمت کرے۔

۸۔ جنگ کے زمانہ میں مسلمان ایک شخص کے ساتھ پر داختہ کی برابر سمجھتے تھے۔ جو ایک گزرتا تھا دوسرے گزرا کے خلاف نہ کرتے تھے۔ اگر ایک کسی کو ہتھیار تو دوسرے ہی اسکے عہد کی پاسداری کرتے یہاں تک کہ اگر عورتیں بھی کچھ گھبرائیں تو سب ان کی بات کو پورا کرتے اور اپنی ایک بہن کی دل آزاری جائز نہ سمجھتے تھے اسی قسم کی اور بہت سی باتیں امام صاحب نے اپنے اس چھوٹے رسالہ میں درج کی ہیں۔

ناظرین! جو کچھ ہم نے بیان کیا یہ ہمندہ میں سے ایک قطرہ کی برابر ہی نہیں۔ پس اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ فضائے اسلام نے قواعد فقہیہ کے استنباط میں کیسی موثق و گامیائی کی ہیں باوجودیکہ یہ اسوہ حسنہ گزر چکے لیکن ابھی تک انکے اختیار کردہ اصول مبادی میں بال پر مقرر ہیں۔ آیا۔ اور پھر جو بات اختیار کی اسے اصول پر مقرر کیا جو نوع انسانی کی فلاح و صلاح کا ذمہ دار ہے

اور یہ باتیں بہت بڑی دلیل ہیں اس بات کی وہ شریعت جس سے ایسے مسائل استنباط ہوتے ہیں ضرور من جائز و مند ہے۔ اور آج جو آئین و قوانین یورپ کے تمدن اور ترقی کا باعث ہو رہے ہیں وہ بھی سب ہی شریعت حق سے ماخوذ ہیں۔ ہم نے جن موتیوں کو لکھ کر سمجھ کر اپنے ہاتھ سے پھینک دیا۔ یورپ نے بکمال دانشمندی انہیں اٹھایا۔ اسلئے آج اسکا ستارہ اقبال ارج کمال پر ہے۔ اور ہم ذلت و خواری میں پڑے ہیں۔ اے مسلمانو! اب بھی کچھ نہیں کیا ہے۔ اپنی شریعت کی پابندی کرو۔ اور جو باتیں فی الواقع اس زمانہ میں بمقتضائے وقت نئی نکلی ہیں اور تم ان کی فائدہ اٹھا سکتے ہو انہیں بھی بے تامل اختیار کر لو۔ اس کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ شریعت بدعت فی الدین کو منع کرتی ہے۔ نہ کہ دنیاوی معاملات میں غیروں سے مستفید ہونے کو۔ تو م اور مذہب کی غیرت۔ اسی بڑی چیز نہیں ہے جیسی کہ سمجھی جاتی ہے۔ لیکن شریعت اسلام کو بے سوچے سمجھے جڑا کرنا اور اس کے اصول و مبادی کو موجودہ زمانہ کے خلاف بتانا بھی کوئی عقلمندی کی بات نہیں ہے اگر تم شریعت کو پابند نہ کرتے تو کیا ہو تو تم کو غیر قوموں سے بہت ہی کم معنوی قرض لینا پڑیگا۔ اور شریعت کو جوڑ کر مینا سنا کر لٹا چاہتے ہو تو یاد رکھو کہ کبھی فلاح نہ پاؤ گے۔

درخواست نکاح

۱۔ قاضی شاہ دین صاحب ہمدرد و جاگیر دار مابل پور قریشی نسب ہیں احمدی سلسلہ شادی کرنے کے خواہشمند ہیں آمد فی مقبول ہے۔ عمر تیس اور چالیس کے درمیان پہلی بیوی فوت ہو چکی ہے اس بیوی سے اولاد بھی ہے۔ پرانے رشتہ داروں میں شادی نہیں کرنا چاہتے۔

۲۔ سید علی بخش صاحب احمدی مابل پور درزی کا کام کرتے ہیں بیس روپیہ ماہوار آمد فی مقبول ہے عمر بیس اور تیس کے درمیان ہے۔

۳۔ فاضل عبدالرحمن صاحب مدرس ڈیرہ غازی خان میں متوطن تونہ تحصیل سنگھ احمدی ہیں۔ احمدی بیوی شادی کرنا چاہتے ہیں عمر تیس سال کے قریب پہلی بیوی فوت ہو چکی ہے اس سے دو لڑکے آٹھ اور چار سال کی عمر کے ہیں دس روپیہ ماہوار آمد ہے اور دو سو کنال آرائی کے مالک ہیں۔

جو احمدی صاحب ہمدرد و جاگیر دار مابل پور درزی کا کام کرتے ہیں وہ ایڈیٹر احکام کی معرفت جواب طلب اسوہ کے متعلق دریافت کر سکتے ہیں۔

مراسلت

ایک نیا معترض

۳۰ جون کے روزانہ میرے اخبار کے ایڈیٹر کی کالمز میں حضرت مرزا صاحب کی زلزلہ والی پیشگوئی پر ایک نوٹ لکھا گیا ہے کہ ”جو لوگ زلزلہ کی پیشگوئی کر کے خلق خدا کو پریشان کرتے ہیں وہ تحریف مجربہ کے مرتکب ہیں“ ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ یہ نوٹ نیکو و نیکو عالم صاحب کا اپنا لکھا ہوا نہیں ہے کیونکہ اس نوٹ کو غور سے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا راقم معترضی سے بالکل محوم ہے ورنہ وہ دوسرے پیشگوئی کرنے والوں کو الگ کر کے حضرت اقدس کے شہادت کے اقتباسات (جسکی وجوہات پر پیشگوئی کی گئی ہے) جو اس کے صحیح نظر نہ ہونگی وجہ سے پس منظر رہ گئے ہیں ان کے اندراج سے پہلو ہتی نہ کرنا انہوں نے معترض نے تحریف مجربہ کی کوئی تشریح نہیں کی۔ اگر وہ معترض کرنے سے پہلے حضرت حجتہ اللہ کے شہادت کے ایک خدا ترس دل لیکر پڑھ لیتا تو کبھی ہی اسکو ایسا نوٹ لکھنے کی جرأت نہ ہوتی تان اس بات کی جوابدہی اسی راقم نوٹ کے ذمہ ہے جس نے تحریف مجربہ کے ایکٹ کو ایک غیر متعلق معاملہ پر چپان کر کے ادنیٰ ہیئت اور اصیت کو بگاڑنا چاہا ہے۔ ہم معترض کو اس بات کا بھی یقین دلاتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنے جس شہادت میں گوشت عالیہ کو منوج کیا ہے اس کی اشاعت صرف اسی بات کو لئے ہوئے ہے کہ مخالفین کی غلط بیانیوں کا رد کیا جائے ورنہ مخالفین کو چاہئے کہ اس شہادت سے کوئی ایسا فقرہ دکھائیں کہ جس میں اس آیت الیٰ آفت کی پیشگوئی کو واپس لیا جائے تان قطعی اور شرطی کے الفاظ سے راقم نوٹ کو جو غلطی لگی ہے وہ اسی کا حصہ تھا شاید وہ اصلاح اعمال کی شرط کو مہمل اور غفلت سے زندگی بسر کرے بغیر سمجھتا ہو معترض صاحب یا دیگرین اور ضرور یا دیگرین انہوں نے جو ایک داعی الی اللہ کے الہامات کی تصحیک اور تکذیب کی ہے۔ اس کا نتیجہ خلق خدا کے حق میں ایک فظناک نتیجہ ہے جسکی جوابدہی سے معترض صاحب خدا کے سامنے ہرگز بری نہیں ہو سکیں گے باقی رہا یہ اعتراض (کہ حضرت مرزا صاحب کو اپنے چال چلن پر بھروسہ نہیں ہے اسلئے وہ جنگل میں پڑے ہوئے ہیں) جس پر ہمیں انہوں سے لکھنا پڑا ہے کہ اگر کسی حادثہ سے قبل از وقت اطلاع پاکر حفظ و اتقان کے طریق پر عمل کیا جائے تو کیا اسکا یہ مطلب ہوتا ہے کہ معاملہ کو اپنے چال چلن پر بھروسہ نہیں ہوتا یہ

ایک ایسا بچہ اور نوجوان ہے جو کسی دوسرے کے سوا دوسرا کوئی گری نہیں سکتا۔ بالفرض اگر ان ہی بچا تو پھر معترض کو اپنے حافظہ پر زور ڈال کر یہ بتانا پڑیگا کہ جن نبیوں کا ان (خلقا اجل فیہما من کل ذوالین انشیں و اھلک الہ من سبق علیہ لقل و من آمن۔ فانسر باھلک بقطع من اللیل و کلا یلتفت منکو احد) آیات میں ذکر کیا گیا ہے وہ (نمود باشد) اپنے چال چلن میں ٹھیک اور ایماندار تھے یا نہیں ہم امید کرتے ہیں کہ آئندہ معترض اپنی موجودہ حالت کا جو ایک مامورین الہ کی مخالفت سے یہاں تک پہنچی ہے کہ وہ خدا کے پاک نبیوں کی بے عیب مخالفت پر بھی اعتراض کرنے سے نہیں چوکا ملاحظہ کر کے جواب الجواب لکھنے کی کوشش نہیں کرے بلکہ خدائے رؤف الرحیم سے یوں معافی مانگنی چاہئے کہ اے خدا چونکہ میں مخالفت کے جوش سے تیری سنت قدیمہ اور تیرے پاک کلام کو مد نظر نہیں رکھ سکا اسلئے تو مجھے معاف کر دے۔ اخیر پر ہم ایڈیٹر صاحب پر یہ اخبار سے ملتے ہیں کہ وہ آئندہ ایسے مبتدیوں کی غلط راؤن کو اپنی اخبار میں ہرگز نہ لیں۔

راقم ایک احمدی نکتہ رس۔

ترجمہ القرآن

ذیل میں میں اپنے مکرم مخدوم بہائی مولوی عبد الرحیم صاحب کی مراسلت و بار بار ترجمہ القرآن شائع کرتا ہوں اس مراسلت میں انہوں نے محض اپنے حسن ظن سے چاہا ہے کہ میں اس خدمت کو سر انجام دوں۔ میں نے اس ضرورت کو آج سے چھ برس پیشتر محسوس کیا تھا اور اب تک یہ ضرورت میرے دل میں کھٹکتی رہتی ہے۔ اور فی الحقیقت قرآن کریم کے ترجمہ کی بہت بڑی ضرورت ہے۔ چنانچہ قابلیت اور لیاقت کا سوال ہے میں ہرگز ہرگز اپنے آپ کو اس لائق نہیں پاتا کہ قرآن مجید کا کوئی ترجمہ شائع کر سکوں۔ تفسیر القرآن جو اس عاجز کی قلم سے نکلی ہے یہ محض خدا کا فضل و کرم کا نتیجہ ہے اس لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے فضل اور اسکی نوازش کا جب سوال پیش ہوتا ہے تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اسکی توفیق رفیق حال ہو تو میرے جیسا کہ سوا آدمی ہی اس پاک خدمت سے عہدہ برآ ہو سکتا ہے۔ اور محض ہی کے فضل و کرم اور اسکی ہی تائید و توفیق پر بھروسہ کر کے میں انشاء اللہ ترجمہ القرآن کا ایک نمونہ ۳۰۰ جون ۱۹۰۷ء کے

الحکم میں شائع کرونگا۔ اگر اجاب نہ مجھے کافی ہو تو خدا کے فضل سے کیا بعید ہے یہ سعادت ہے حال ہو۔ بہر حال وہ مراسلت یہ ہے۔ ایڈیٹر۔

ترجمہ القرآن

ہم مجسمہ خود دیکھتے اور چوڑے سے یہ آوازیں ہمارے کان میں گونج رہی ہیں کہ یہاں قرآن کا ترجمہ شائع ہوا اور مان سے تفسیر نکلی جس طرح اسکے پہلے مسلمانوں نے قرآن مجید کو سمجھ کر رکھا تھا مجھ آج مسیح موعود کے بابرکت زمانہ میں ہر ایک مسلمان خواہ ہمارا موافق ہو یا مخالف قرآنی آیات و فرقانی ہتد لات پر ہتھام کے لئے بڑی مستعدی ظاہر کر رہا ہے۔ مگر انہیں موافق و مخالف دونوں کا مطیع نظر دہی تفسیر میں جبکو ایسے باتوں نے لکھا کہ جسکے پاس محض روایات و اقوال تفسیر سے قرآنی کے لئے حکم و قاضی کا حکم رکھتے ہیں۔ روایت کشوں نے جان فشانی کر کے اس قدر انبار کے انبار جمع کر ڈالے جسکے تاریک حجاب میں آیات قرآنی اور احکام ربانی کا نور بالکل مستور ہو گیا ہے مترجموں اور مفسرین نے اس امر کا خیال ایک ذرہ برابر ہی نہیں کیا کہ ہمارا یہ ترجمہ اور ہماری یہ رائے دوسری آیات کے منشاء کے موافق ہے یا مخالف انکو صرف یہ فکر رہی ہے کہ ایک آیات کے تحت میں بہت سے اقوال کو باہم متضاد بھی لکھ کر کے وسعت نظری داد ناظرین سے لین چو کہ یہ سلسلہ عالیہ احمدیہ ان تمام رطب و یابس روایات سے دست کش ہو چکا ہے جو بحر احسن کتاب مجید کے معارض میں پڑی ہوئی ہیں اور اپنے لام آخر الزمان کی ہدایت پر قرآنی فیصلہ کوہ حال میں مقدم رکھنا چاہتا ہے تو پس ایسی حالت میں اگر سر دست کوئی ترجمہ قرآن اس کے سامنے نہ دیا جائے اور وہی پرانا سبق اس کا زیر مشق رہے تو میری رائے میں ہدایا تمام علیہ السلام کی پوری اطاعت اور اس پر استقامت کا دعو سر اسر دعوے بے دلیل ہے۔ اور انہیں اور غیروں میں مابہ الا تنیاء من کل وجہ غیر ممکن خدا گواہ ہے کہ جب اسیات پر غور کرتا ہوں کہ ہمارے مخالفوں کے ہاتھوں میں متعدد قرآن مجید کے تراجم موجود ہیں اور ہمارا تہہ اس نعمت الہی سے علی السوم ہتید بہت ہے تو آنکھ دل کے صدر سے متاثر ہو کر آنسو بہانے میں مصروف ہو جاتی ہے۔ کاش یہ میری درد انگیز صد کسی دولت مند احمدی بہائی کے کان میں پہنچے اور میرے دینی درد کو اپنا درد محسوس کرے تو کوئی عجیب نہیں کہ بہت جلد میرے مخدوم جامع علوم حکیم اللہ عارف قرآن مجید اور امام حضرت مولوی نور الدین صاحب پیر دی کا ترجمہ شائع ہو کر احمدی جماعت کے دلوں میں سرور و آرا مکہوں میں نور بخشنے۔ اور بہت شکوک و اوٹام کے ازالہ کا

بانت ہو۔ میرا مجروح دل و مضطرب قلب ایک اور سہل تجویز کے بغیر رہ نہیں سکتا کہ اگر اخبار الحکم کے فاضل ایڈیٹر اچھے شیخ یعقوب علی صاحب ہمارے درد کے در مان کے لئے تھوڑی سی تکلیف گوارہ فرماویں اس مبارک کام کو انشاء اللہ شروع کر دیں تو غائب ہماری آرزو کی کشتی آج نہیں تو کل ماحل مقصود تک پہنچ سکتی ہے۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خبریں

کاٹھہ گڑھ ضلع ہوشیار پور میں براہم عبد السلام کی شادی کی تقریب پر چودہری حسین خاں صاحب نے عام تبلیغ اور پرانی اور سبھودھ رسوم کے ہتھیال کی نیت اور غرض سے جالندہر اور ہوشیار پور کے ضلع کی احمدی جماعتوں کو دعوت دی تھی اور قاجان۔ وزیر آباد۔ سیالکوٹ۔ دہرہ کوٹ بگ سے بھی چند احباب کو تبلیغ اور تحریک کے لئے بلا تھا۔ اسی تقریب پر ایڈیٹر الحکم ہی کاٹھہ گڑھ حاضر ہوا تھا۔ خداتعالیٰ کا شکر ہے کہ یہ مجمع نہایت مبارک مجمع ثابت ہوا کہ اس موقع پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سلسلہ کی اشاعت کی گئی۔ رشتہ دار یوں اور ناظرین کو احمدی قوم ہی میں محدود کرنے کے لئے پیر و تحریک ہوئی جبکہ رہنما ہونے کا اجاب نے اعتراف کیا چونکہ راجپوت قوم میں بدقسمتی سے بیوگان کے نکاح کو عیب سمجھا جاتا تھا اسکے خلاف اقرار کیا گیا کہ اس سلسلہ کو جاری کیا جاوے۔ اور حصص وراثت میں جو اڑکیوں کو خلاف شرح مخدوم کیا گیا ہے وہی دستور کو اڑھا کر حصص دے جاویں خداتعالیٰ کا بڑا ہی جہان ہے کہ ایسے مبارک امور کے اجرا کی تحریک اس تقریب پر ہوئی۔ چودہری حسین خاں صاحب اور چودہری غلام احمد خاں صاحب جو دونوں احمدی ہیں اور کسی وجہ سے انہیں پرانی نزاع چلی آتی تھی محض خداتعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے دونوں بہائی ٹکے مل گئے اور نہایت فراخ دلی اور شرح صدر کے ساتھ باہم عفو و تقصیر کر دیا۔ اس اتفاق سے احمدی جماعت کاٹھہ گڑھ کی طاقت بہت بڑھ گئی ہے اس لئے کہ چودہری غلام احمد خاں صاحب اپنے ضلع میں ایک نہایت سرکردہ رئیس ہیں خداتعالیٰ اس اتفاق کو بہت ہی بابرکت کرے کسی قدر تفصیل سے اس شادی کے حالات پھر لکھوں گا میں دونوں بہائیوں کو اور کاٹھہ گڑھ کی جماعت کو خصوصیت سے مبارکباد دیتا ہوں۔

مولوی حافظ علامہ رسول صاحب زیر آبادی ہیں تقریباً دہوہوئے تھے حافظ صاحب بہت جلد واپس آنا چاہتے تھے لیکن جماعت کاٹھہ گڑھ اور دوسری جماعتوں

ایک ایسا بچہ اور نوجوان ہے جو کسی دوسرے کے سوا دوسرا کوئی گری نہیں سکتا۔ بالفرض اگر ان ہی بچا تو پھر معترض کو اپنے حافظہ پر زور ڈال کر یہ بتانا پڑیگا کہ جن نبیوں کا ان (خلقا اجل فیہما من کل ذوالین انشیں و اھلک الہ من سبق علیہ لقل و من آمن۔ فانسر باھلک بقطع من اللیل و کلا یلتفت منکو احد) آیات میں ذکر کیا گیا ہے وہ (نمود باشد) اپنے چال چلن میں ٹھیک اور ایماندار تھے یا نہیں ہم امید کرتے ہیں کہ آئندہ معترض اپنی موجودہ حالت کا جو ایک مامورین الہ کی مخالفت سے یہاں تک پہنچی ہے کہ وہ خدا کے پاک نبیوں کی بے عیب مخالفت پر بھی اعتراض کرنے سے نہیں چوکا ملاحظہ کر کے جواب الجواب لکھنے کی کوشش نہیں کرے بلکہ خدائے رؤف الرحیم سے یوں معافی مانگنی چاہئے کہ اے خدا چونکہ میں مخالفت کے جوش سے تیری سنت قدیمہ اور تیرے پاک کلام کو مد نظر نہیں رکھ سکا اسلئے تو مجھے معاف کر دے۔ اخیر پر ہم ایڈیٹر صاحب پر یہ اخبار سے ملتے ہیں کہ وہ آئندہ ایسے مبتدیوں کی غلط راؤن کو اپنی اخبار میں ہرگز نہ لیں۔

